رضوانٌ من اللہ ا

رضوان

رسالہ

مدیر مسئول

سید محمود احمد رضوی



تاریخ پیدائش محمد حکیم یار آمین . بوقت شام 3-5 بجے تقریباً جمادی الاول 29

$\frac{3}{83}$ 15 چیت 2 - ھجری $\frac{224}{[illegible]}$ بروز منگل وار مکان واقع گرہ [illegible]

رمام محمد نکرہ کے جانوب طرف -

محمد اعظم شاہ

اہل سنت وجماعت کا پاک وہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

پندرہ روزہ

رسالہ "رضوان" لاہور

مدیر مسئول
سید محمود احمد رضوی
نائب مدیر ابوالاسد حقانی

چندہ سالانہ ۶ چھ روپے

چندہ ششماہی ۳/

شمارہ (۱)	۲ جنوری ۱۹۵۹ء	جلد ۱۱

فہرس

سید محمود احمد رضوی پرنٹر پبلشر نے کوآپریٹو پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر رسالہ "رضوان" اندرون دہلی دروازہ لاہور سے شائع کیا

گذرا ہے ایسی شان کا کوئی بشر کہیں

(از حضرت معراج قدیر صاحب شارقی الوارثی لکھنوی)

خورشید ہاشمی نہ چمکتا اگر کہیں
ہوتی نہ پھر عرب سے عجم تک سحر کہیں

گذری کہیں پہ شام ہماری سحر کہیں
راحت ملی نہ جز درِ خیر البشر کہیں

طیبہ کی آرزو میں بھٹکتی ہے زندگی
مل جائیں کاش خضرِ رہِ گذر کہیں

اہلِ نظر نثار کریں اپنی زندگی
نقشِ قدم حضور کا پائیں اگر کہیں

قوسین جس کی خاص ہے خلوت سرائے ناز
گذرا ہے ایسی شان کا کوئی بشر کہیں

اے چشمِ شوق عشقِ رسالتمآب میں
ہو جائے خشک دیکھ نہ دامانِ تر کہیں

خورشید و ماہ جھوم کے سجدے میں گر پڑیں
وہ دیکھ لیں نگاہ اٹھا کر اگر کہیں

وہ خوش نصیب ہیں جنہیں مل جائے یہ شرف
شائستہ جمال ہے ہر اک نظر کہیں

رضواں بہارِ خلد کا پھر نام بھی نہ لے
دیکھے اگر مدینے کی شام و سحر کہیں

پردے تو اٹھ رہے ہیں حریم و جمال کے
بن جائے بیخودی نہ حجابِ نظر کہیں

معراج اگر بصیرتِ مومن نہ ہو نصیب
کھلتا نہ رازِ عظمتِ خیر البشر کہیں

لمحاتِ فکر

وجود باری پر قرآن مجید کا طریقۂ استدلال

حقیقت یہ ہے کہ خدا کا اعتراف، انسان کی اصل فطرت میں داخل ہے علم الانسان کے ماہروں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ انسان جب بالکل فطری حالت میں تھا، یعنی علوم و فنون اور تہذیب و شائستگی کا بالکل وجود نہیں ہوا تھا، اس وقت اس نے سب سے پہلے اصنام کی پرستش کی تھی یا خدا کی؟ مادیین (میٹرلسٹ) کے سوا اور تمام محققین نے فیصلہ کیا ہے کہ انسان نے پہلے خدا کی پرستش اختیار کی تھی، مشہور محقق مکس مولر اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ "ہمارے اسلاف نے خدا کے آگے اس وقت سر جھکایا تھا، جب وہ خدا کا نام بھی نہ رکھ سکے تھے، جسمانی خدا (بت) اس حالت کے بعد اس طرح پیدا ہوئے کہ فطرت اصلی، مثالی صورت کے پردہ میں چھپ گئی۔"

یہی وجہ ہے کہ جس زمانہ سے دنیا کی تاریخ معلوم ہے، دنیا کے ہر حصہ میں، خدا کا اعتقاد موجود تھا آشوری، مصری، کلدانی، یہود، اہل فینشیا سب کے سب خدا کے قائل تھے،

پلوٹارک کہتا ہے کہ "اگر تم دنیا پر نظر ڈالوگے تو بہت سے ایسے مقامات ملیں گے جہاں نہ قلعے ہیں، نہ سیاست، نہ علم، نہ صناعت، نہ حرف نہ دولت، لیکن ایسا کوئی مقام نہیں مل سکتا جہاں خدا نہ ہو۔"

فولٹیر جو فرانس کا مشہور فاضل اور وحی و الہام کا منکر تھا کہتا ہے کہ "زرواستر، منو، سولن، سقراط، سسرو، سب کے سب ایک سردار، ایک منصف، ایک باپ کی پرستش کرتے تھے (دیکھو مانسیو بوتھیر کی کتاب الفلسفہ، ترجمہ عربی مطبوعہ بیروت ۱۷۵ یہ مصنف فرانس کی یونیورسٹی کا پروفیسر تھا) یہی فطرت ہے جس کو قرآن مجید نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے:-

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا (اعراف-۲۲)

ترجمہ۔ اور جب کہ خدا نے بنی آدم کی پیٹھ سے ان کی نسل کو نکالا۔ اور خود ان کو انہی پر گواہ کیا، کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں، سب یوں بول اٹھے کہ ہاں ہم گواہ ہیں،

(۵۲) محققین اور ارباب نظر نے اس آیت کے یہی معنی بیان کئے ہیں۔ کہ خدا نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ خواہ مخواہ اس کو خدا کی خدائی کا قائل ہونا پڑتا ہے، (دیکھو تفسیر کبیر)

لیکن چونکہ خارجی اسباب سے اکثر یہ فطری احساس دب جاتا ہے، اس لئے خدا نے جا بجا اسی فطرت کو متنبہ کیا،

اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ابرٰہیم)

ترجمہ:- کیا خدا کی نسبت بھی شک ہو سکتا ہے، جو آسمان و زمین کا موجد ہے،

اور چونکہ خارجی اسباب کی وجہ سے بعض اوقات یہ فطری احساس اس قدر دب جاتا ہے کہ محض اشارہ اور تنبیہ کافی نہیں ہوتی اس لئے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ تجربی اور حسی مقدمات کے ذریعہ سے

استدلال بھی کیا،

انسان کو آغاز تمیز میں جن بدیہی اور حسی مقدمات کا علم ہوتا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کو مرتب، باقاعدہ اور منتظم دیکھتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ کسی دانشمند نے ان چیزوں کو ترتیب دیا ہے، اگر کسی جگہ ہم چند چیزیں بے ترتیب رکھی دیکھیں تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ آپ سے آپ یہ چیزیں اکٹھی ہو گئی ہوں گی، لیکن جب وہ اس ترتیب اور سلیقہ سے چنی گئی ہوں کہ ایک ہوشیار صناع بھی بہ مشکل اس طرح چن سکتا ہے تو یہ خیال کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ سے آپ یہ ترتیب پیدا ہو گئی ہوگی، اس کو ایک اور واضح مثال میں سمجھو، خواجہ حافظ یا نظامی کا کوئی شعر لو، اس کے الفاظ الٹ پلٹ کر کے کسی معمولی آدمی کو دو اور اس سے کہو کہ الفاظ کو آگے پیچھے رکھ کر ترتیب دے، وہ سو سو طرح الٹ پلٹ کرے گا۔ لیکن اتفاقیہ طور سے بھی کبھی یہ نہ ہوگا۔ کہ حافظ اور نظامی کا شعر نکل آئے، حالانکہ وہی الفاظ ہیں، وہی حروف ہیں، وہی جملے ہیں، صرف ذرا سی ترتیب کا پھیر ہے، پھر کیونکر ممکن ہے کہ نظام عالم، جو اس قدر باقاعدہ، مرتب اور موزوں ہے، وہ خود بخود قائم ہو گیا ہو قرآن مجید میں خدا کے وجود پر اسی سے استدلال کیا ہے،

صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ (نمل ۷)

ترجمہ۔ یہ خدا کی کاریگری ہے جس نے ہر شے کو خوب پختہ طور سے بنایا۔

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ (ملک ۱-۱)

ترجمہ۔ خدا کی کاریگری میں تم کو کہیں فرق نظر نہ آئے گا پھر دوبارہ دیکھو کہیں دراڑ دکھائی دیتی ہے،

خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا (فرقان ۵)

ترجمہ۔ خدا نے ہر شے کو پیدا کیا، پھر اس کا ایک انداز معین کیا،

لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ (روم ۔ ۴)

ترجمہ۔ خدا کی بناوٹ میں رد و بدل ممکن نہیں،

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا (فاطر ۔ ۵)

ترجمہ۔ خدا کے طریقہ میں تم رد و بدل نہیں پا سکتے،

ان آیتوں میں عالم کی نسبت تین اوصاف بیان کئے ہیں، کامل اور بے نقص ہے۔ موزوں اور مرتب ہے، ایسے اصول اور ضوابط کا پابند ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتے، یہ دلیل کا صغریٰ ہے، کبریٰ خود ظاہر ہے۔ یعنی جو چیز کامل، مرتب اور مستحکم الانتظام ہوگی، وہ خود بخود پیدا نہیں ہو گئی ہوگی۔ بلکہ کسی صاحب قدرت اور صاحب اختیار نے اس کو پیدا کیا ہوگا،

آج جبکہ تحقیقات و تدقیقات کی انتہا ہو گئی ہے جب کہ کائنات کے سینکڑوں اسرار فاش ہو گئے ہیں، جبکہ حقائق اشیاء نے اپنے چہرہ سے نقاب الٹ دیا ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر اور حکما انتہائے غور و فکر کے بعد خدا کے ثبوت میں یہی استدلال پیش کر سکے، جو قرآن مجید نے تیرہ سو برس پہلے نہایت قریب الفہم اور صاف طریقہ میں ادا کیا تھا،

آئزک نیوٹن کہتا ہے "کائنات کے اجزا میں باوجود ہزاروں انقلابات زمان و مکان کے جو ترتیب اور تناسب ہے وہ ممکن نہیں کہ بغیر کسی ایک ذات کے پایا جا سکے، جو سب سے اول ہے، اور صاحب علم اور صاحب اختیار ہے"،

اس زمانہ کا سب سے بڑا حکیم ہربرٹ اسپنسر کہتا ہے ان تمام اسرار سے جن کی یہ کیفیت ہے۔ کہ جس قدر ہم زیادہ غور کرتے ہیں اسی قدر وہ اور غامض ہوتے جاتے ہیں، اس قدر قطعی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے اوپر ایک ازلی اور ابدی قوت موجود ہے جس سے تمام اشیاء صادر ہوتی ہیں"

کیمل فلامریان (فرانس کا ایک مشہور فاضل ہے) کہتا ہے

(باقی بر صفحہ ۶)

خار و گل

عورت کا درجہ و مقام

صدیوں پہلے کی بات ہے کہ مسیحی مذہب میں عورتوں کا مستقل وجود ہی نہ تھا ۔ پادریوں کا عقیدہ تھا ۔ کہ عورتوں میں سرے سے وہ روح ہی نہیں ہے جو مردوں میں شرف عظمت کے اثبات کے لئے ہے ۔ ان کے ہاں عورت کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنے نام سے الگ کوئی جائداد رکھ سکے ـــــ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے ۔ جو خدا کا پیارا ہے وہ خود کو عورت سے بچائے ہزاروں آدمیوں میں کم از کم ایک مرد خدا کا پیارا ہوتا ہے ۔ مگر ساری عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں

ـــــ تین چار صدیوں سے جب یورپ میں تمدنی اور اجتماعی انقلاب رونما ہوا تو عورتوں کی حالت پر بھی توجہ کی گئی ۔ اور اس کو بھی مرد کے برابر حقوق دے دیئے گئے ۔ کہنے کو حقوق دے دیئے گئے ۔ بڑے حسین وجمیل الفاظ ہیں اور اپنے اندر بے پناہ جاذبیت رکھتے ہیں لیکن اگر آپ واقعات کی دنیا میں آ کر اس آزادی و برابری کا تجزیہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یورپ نے عورت کو جو آزادی دی ہے در اصل یہ آزادی نہیں ہے بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ ذلت و رسوائی میں مبتلا کر دیا ہے ۔

مجید نظامی مکتوب لندن میں لکھتے ہیں :-

لندن کو "ٹیڈی گرلز" کو جنم دیتے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اب "بیٹ گرلز" پیدا ہو رہی ہیں ۔ "ٹیڈی گرلز" تو کم عمر غنڈے نوجوان کی ساتھی ہیں اور ان کا کام نوجوان غنڈوں کے ساتھ مل کر حسب توفیق غنڈہ گردی سے کام لینا ہے لیکن یہ "بیٹ گرلز" عجیب و غریب لباس و زیبائش میں لندن کے کافی ہاؤسوں میں عام طور پر مگر "بوہیمین" کافی ہاؤسوں میں خاص طور پر نظر آتی ہیں ـــــ لندن کے "بوہیمین" کافی ہاؤس میں جانے والے "بوہیمین" لڑکے اور لڑکیاں "ٹیڈی بوائز" اور "گرلز" کی طرح اپنی طرز کا لباس پہنتے ہیں ۔ ان کے بالوں کا فیشن بھی عجیب غریب ہوتا ہے اور ان کی زیبائش کا طریقہ عجیب تر ۔ عام طور پر کافی ہاؤس کے تہ خانے میں یہ لوگ مدھم روشنیوں میں "جیز" کی وحشی دھنوں پر ناچتے ہیں اور جب جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں تو پھر فرش پر لیٹ کر بوس و کنار میں مصروف ہو جاتے ہیں ـــــ ان "بیٹ گرلز" نے اب اپنا نیا نعرہ ایجاد کیا ہے ۔ اور وہ ہے SHOCK ۔ ان کا کہنا ہے ۔ کہ برطانوی مرد بہت "ڈل" ہیں "بورنگ" ہیں ۔ لکیر کے فقیر ہیں وہ مشینوں کی طرح چلتے ہیں ۔ وہ دائیں بائیں نہ کچھ دیکھتے ہیں نہ سوچتے ہیں ۔ وہ اپنی زندگی کی چار دیواری میں بند رہتے ہیں ۔ ہم ان میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتی ہیں SHOCK کے ذریعے SHOCK دے دے کر ہم برطانوی مردوں کو احساس دلانا چاہتی ہیں کہ عورت کا جسم اور عورت کا حسن بھی در خور اعتنا ہے ـــــ

ایک "بیٹ گرل" سترہ سالہ جیکی نے گزشتہ رات ایک ٹینس کلب میں تماشائیوں کو ایسا "شاک" دیا تھا کہ وہ کافی عرصے تک اس کے اثرات سے بحال نہیں ہو سکیں گے ۔

رات گئے جب کلب کا "بینڈ بجیز" کی ایک بہت گرم دھن بجانے میں مصروف تھا تو تماشائیوں کی میزوں پر سے ایک سترہ سالہ لڑکی فرش پر آکر وحشیانہ انداز میں بینڈ کی دھن پر ناچنے لگی۔ ابھی تماشائی اس کے ناچ سے محظوظ ہی ہو رہے تھے کہ اس نے ایک ایک کر کے اپنے کپڑے اتارنے شروع کر دئے اور چند سیکنڈوں کے اندر مبہوت تماشائیوں نے دیکھا کہ ۱۹۵۸ء کی "لندنی سلومی" کے جسم کے صرف زیریں حصے پر نائیلان کے مہین کپڑے کی ایک دھجی باقی رہ گئی ہے۔

بہت سے تماشائیوں کو "فلور شو" کا یہ حصہ خاص طور پر پسند آیا جو پروگرام میں شامل نہیں تھا۔ لیکن سترہ سالہ جیکی نے بعد میں پولیس کی متوقع گرفت سے پریشان کلب کے مینجر کو بتایا کہ اس کا مقصد محض "شاک" دینا تھا۔

دوسرے دن جب ایک رپورٹر اس نوعمر "شاکر" سے اس کے فلیٹ پر ملا اور پوچھا کہ تم اور تمہاری ساتھی ہم مردوں کو کس طرح ششدر کرنا چاہتی ہیں تو اس نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ابھی دیکھ لو۔ اس نے اوپر والے فلیٹ سے اپنی ایک ساتھی کو بلایا اور اس سے کہا کہ بازار سے دودھ کی بوتل لے آؤ۔ اپنے عزیز مہمان کو کافی پلائیں لیکن ذرا SHOCK کا خیال رکھنا چنانچہ اس کی سہیلی نے جو پہلے جینز "تنگ پتلون" اور بلاؤز میں تھی جاتے جاتے بلاؤز اتار گئی اور نومبر کی سردی میں صرف انگیہ اور جینز میں بازار دودھ لینے گئی۔ غریب رپورٹر کو فوراً یقین آگیا۔ کہ وہ لوگوں کو حیران و ششدر کرنے کی قدرت رکھتی ہیں — اور اس دودھ لانے والی کم عمر دوشیزہ نے اپنے راستے میں کم سے کم دو درجن مردوں کو "شاک" دیا۔ لیکن انگریز مرد کی سرد مہری کی بھی داد دینی پڑتی ہے۔ ان میں سے صرف ایک نے اس دیوانی کو دوبارہ مڑ کر دیکھنے کی ضرورت محسوس کی کسی دوسرے نے اس پر دوسری نظر ڈالنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی۔

یہ لڑکیاں اور کس طرح مردوں کو ان کی "زندگی کی چار دیواری" سے نکال رہی ہیں؛

ان کا پروگرام یہ ہے کہ وہ :-

- سڑک پر چلتے چلتے "مناسب حد تک" برہنہ ہو جایا کریں گی۔
- گھر سے دفتر تک اور دفتر سے گھر تک بس یا گاڑی میں سفر کے وقت "بیکنی" (دو ٹکڑوں پر مشتمل ملبوس) پہنا کریں گی۔
- لندن کے بازاروں میں اسی طرح خرید و فروخت کریں گی جیسے متذکرہ بالا محترمہ دودھ کی بوتل خریدنے گئی تھی۔

یاد رہے ایسی بہت سی "بیٹ گرلز" شریف گھرانوں کی بیٹیاں ہیں۔ ان کے ماں باپ نہ صرف ان کے "ذاتی معاملات" میں دخل اندازی پسند نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں۔ کہ یہ لڑکیاں اس وقت تک کوئی قابل اعتراض حرکت نہیں کر رہیں جب تک کہ وہ پولیس کو دخل اندازی کا موقعہ نہیں دیتیں۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یورپ نے دراصل عورتوں کو الو بنایا ہے اور آزادی کا لیبل لگا کر شراب وہی پلائی ہے جو ان کی کتاب مقدس میں ہے کہ عورت کا کوئی مستقل وجود نہیں ہے عورت میں تو سرے سے وہ روح ہی نہیں ہے جو مردوں میں شرف و عظمت کے اثبات کے لئے ہوتی ہے۔

— قاعتبرو

وجود باری پر قرآن مجید کا طریقہ استدلال (بقیہ صفحہ ۴)

تمام اساتذہ اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ وجود کیونکر ہوا اور یہ کیونکر برابر چلا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ان کو مجبوراً ایک ایسے خالق کا قرار کرنا پڑتا ہے جس کا موثر ہونا ہمیشہ اور ہر وقت قائم ہے۔"

پروفیسر لینی ( ) لکھتا ہے۔ خدائے قادر و دانا کی عجیب و غریب کاریگریوں سے میرے سامنے اس طرح جلوہ گر ہوتا ہے کہ میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ اور میں بالکل دیوانہ بن جاتا ہوں۔ ہر چیز میں گو وہ کتنی ہی چھوٹی ہو۔ اس کی کس قدر عجیب قدرت کس قدر عجیب حکمت، کس قدر عجیب ایجاد پائی جاتی ہے۔"

فونتل۔ انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے :- (باقی بر صفحہ ۸)

تفسیر القرآن

نماز کی حفاظت اور طلاق و مہر کے مسائل

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ -

ترجمہ - تم پر کچھ مطالبہ نہیں تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو - مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر -

فوائد و مسائل

یہ آیت ایک انصاری کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر مقرر نہ کیا پھر ہاتھ لگانے (جماع کرنے) سے پہلے طلاق دے دی تھی - اس آیت سے مسائل ذیل معلوم ہوتے - (۱) بے ذکر مہر نکاح درست ہے مگر اس صورت میں بعد نکاح مہر معین کرنا ہوگا نہ کیا تو پھر بعد از جماع مہر مثل لازم ہو جائے گا - (۲) ہاتھ لگانے سے جماع مراد ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہی منقول ہے - اور خلوت صحیحہ اسی کے حکم میں ہے (۳) جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اگر اس کو ہاتھ لگانے یعنی جماع کرنے یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دی تو مہر لازم نہیں - (۴) جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو پھر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی تو اس صورت میں جوڑا دینا واجب ہے یعنی دوپٹہ شلوار اور قمیض یہ اپنی حیثیت کے مطابق دے دے کپڑوں کا جوڑا دینا تو بہر صورت واجب ہے مگر اس کے ساتھ شوہر کچھ اور بھی دے دے تو باعث ثواب ہے - اسی لئے قرآن نے محسنین کا لفظ استعمال کیا - مسئلہ - سوا ہر مطلقہ کو جوڑا دینا مستحب ہے منہ -

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ -

ترجمہ - اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے - تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے - اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے زیادہ

نزدیک ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو۔ بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اور اگر بوقت نکاح مہر مقرر ہو گیا تھا۔ پھر بغیر ہاتھ لگائے یعنی جماع و خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق دے دی تو اس صورت میں نصف مہر دینا واجب ہے۔ لیکن اگر عورت اپنا نصف مہر بھی معاف کر دے تو کر سکتی ہے۔ یا مرد کے ذمہ جو نصف مہر ہے وہ اپنی خوشی سے زیادہ دے دے تو دے سکتا ہے۔ ویسے واجب اس صورت میں صرف نصف مہر ہی ہے

حفاظت صلوٰۃ

حٰفِظُوا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا فَاِذَا اٰمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ (سیقول ۲)

ترجمہ۔ نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے۔ پھر جب اطمینان سے ہو تو پھر اللہ کو یاد کرو۔ جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔

آپس کی زندگی کے قوانین اور معاشرت کے آئین بیان کرنے کے بعد بیچ میں نماز کا ذکر اس لئے فرمایا گیا۔ کہ نماز ہی وہ عمل ہے جس سے تقویٰ و طہارت پیدا ہوتا ہے۔ احکام اللہ کی پابندی کا جذبہ نماز ہی سے ترقی کرتا ہے۔ نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں۔ اس لئے نماز کی حفاظت وصیانت و اقامت کا ذکر ضروری ہوا۔ اور ہدایت کی گئی کہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ صلوٰۃ وسطےٰ سے بعض نے فجر کسی نے مغرب اور کسی نے عشاء مراد لی ہے۔ ان میں سے کوئی قول بھی حضور علیہ السلام سے مروی نہیں ہے صرف اہل علم کا استنباط ہے۔ البتہ صحیح احادیث میں نماز عصر کے متعلق صلوٰۃ وسطیٰ کا لفظ آیا ہے۔ جنگ خندق میں جب نماز عصر قضا ہو گئی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا خدایا ان لوگوں کی قبریں اور گھر آگ سے بھر دے۔

شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر

(بخاری و مسلم ترمذی نسائی)

ترجمہ۔ انہوں نے ہماری نماز وسطی نماز عصر فوت کرا دی۔ (یعنی کفار نے)

نیز بہت سے آئمہ حدیث نے اسی مضمون کی حدیث روایت کی سمرہ بن جندب حضرت علی عبداللہ بن مسعود ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی مروی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک بھی صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز عصر ہی مراد ہے۔ قوموا للہ سے نماز میں قیام کا فرض ہونا ثابت ہوا اور قانتین سے نماز میں خاموش رہنے کا حکم نکلتا ہے چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ اس آیت کے نزول سے قبل ہم نماز میں ایک دوسرے سے بات چیت کر لیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کو خاموشی کا حکم دیا گیا۔ اور بات چیت کرنے سے روک دیا گیا۔ دہی حالت خوف شدید میں قبلہ کی طرف منہ کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسے بن پڑے سوار یا پیدل نماز ادا کر لی جائے۔

(باقی باقی)

بقیہ صفحہ ۶ — "علوم طبیعات کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ ہماری عقل کی پیاس بجھا دے۔ بلکہ اس کا بڑا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم اپنی عقل کی نظر خالق کائنات کی طرف اٹھائیں۔ اور اس کے جلال و عظمت پر فریفتہ ہو جائیں" (از الکلام)

ادا کر

تعارف و تبصرہ

شاہ جیلان

از مولانا عبدالنبی کوکب۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ کاغذ سپید۔ کتابت و طباعت معیاری صفحات ۵۸ قیمت ۸ آنے۔ ملنے کا پتہ مکتبۂ اے ایم کامل جامع مسجد تلے شاہ سبزی منڈی لاہور۔

یہ کتابچہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات ہے جسے کوکب صاحب نے زیادہ سے زیادہ معتبر کتابوں سے اخذ کر کے ایک مفید انتخاب کی شکل دی ہے۔ عام طور پر بزرگان دین کی سوانح پیش کرنے والے ان کے کشف و کرامات کے واقعات پر ہی اکتفا کرتے ہیں جس سے عوام میں اولیاء کرام کے متعلق یہ تاثر پیدا ہوتا ہے۔ ان کی سیرت کشف و کرامات کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ فاضل مرتب نے اس عام روش سے ہٹ کر اس کتابچہ میں حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کے حقیقی منصب و مقام کو مختصر مگر جامع الفاظ میں پیش کیا ہے۔ اس میں آپ کے حالات زندگی ولادت تعلیم نام و نسب مجاہدہ نفس عبادت و ریاضت اخلاق حسنہ و بلند کردار کا تذکرہ بھی ہے اور آپ کے تجدیدی کاموں علمی و دینی و تبلیغی کارناموں کا بیان بھی ہے۔ کتاب لائق مطالعہ و قابل حوصلہ افزائی ہے ہم احباب اہل سنت سے اس کتابچہ کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں ——— یہ کتاب مکتبۂ "رضوان" سے بھی مل سکتی ہے ایک عدد کتاب طلب کرنے کے لئے احباب بجائے وی۔پی کے دس آنے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر کتاب بذریعہ بک پوسٹ منگائیں۔ وی۔پی کی صورت میں ۷ آنے زائد خرچ آتا ہے۔

سچی حکایات

تالیف مولانا ابوالنور محمد بشیر مدیر ماہ طیبہ۔ قیمت مجلد تین روپے چھ آنے (۳/۶ روپے) (علاوہ محصول ڈاک)، کتابت و طباعت معیاری کاغذ سپید کرنافلی۔ ملنے کا پتہ کتب خانہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں مغربی، ضلع سیالکوٹ۔

سچی حکایات حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب زید مجدہ مدیر "ماہ طیبہ" کی تازہ تالیف ہے۔ موصوف نے دین کی تبلیغ و اشاعت کا جو انداز اختیار کیا ہے۔ وہ مقبول بھی ہے اور فی زمانہ موثر بھی۔ یہ کتاب بھی اسی انداز کی ایک کڑی ہے جس میں موصوف نے قرآن مجید احادیث نبویہ و کتب تواریخ سے مفید و دلچسپ اور سبق آموز حکایات و قصص کو ایک خاص ترتیب سے جمع کیا ہے۔ اور ہر حکایت کے بعد اس کے نتائج اور دینی و اخلاقی سبق کو سادہ و عام فہم لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔ قصے، کہانیاں اور افسانے لوگ ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔ مگر وہ محض دماغی تفریح کا سبب بنتے ہیں۔ یہ کتاب ذہن و فکر کی تفریح کے ساتھ ساتھ دینی اور اسلامی معلومات میں اضافہ بھی کرتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ بچوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ بچوں کے سربراہ اگر قصے کہانیوں افسانوں اور ناولوں کی جگہ سچی حکایات اپنے بچوں کے زیر مطالعہ رکھیں تو ان کے اذہان کو اسلام سے قریب لانے کے لئے بہت ہی ممد و معاون ہوگی۔ یہ کتاب مکتبۂ "رضوان" لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔ (ابوالطاہر اسعد حقانی)

ایک قابل قدر تصنیف

حاشیہ بر قال اقول

تشنگان علم جن علمی جواہر پاروں سے سیراب ہونے کے لئے تڑپ رہے تھے۔ دلدادگان منطق کی نگاہیں جن تحقیقات انیقہ کی خاطر ترس رہی تھیں۔ الحمد للہ کہ ان علمی جواہر کا گنجینہ یعنی البیان المقبول لحل قال اقول زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ حضرت مولانا حسن الدین صاحب ہاشمی مدظلہ اللہ صدر مدرس دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے اپنی اس کتاب میں منطق کے معرکۃ الآرا مسائل کو نہایت تحقیق و تدقیق سے بیان کیا ہے۔ اہل علم حضرات کے لئے یہ ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اور طلباء کے لئے نہایت بہترین رہبر ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ۔

حدائق بخشش مکمل

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اردو فارسی نعتیہ کلام کا مجموعہ ایمان افروز نعتیں روح پرور قصیدے قیمت دو روپے آٹھ آنے (زیر طبع ہے)۔

اوراق غم

علامہ حضرت ابو الحسنات مدظلہ العالی کی تصنیف جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امام حسن و حسین تک تمام واقعات شہادت درج ہیں۔ قیمت چار روپے (للعہ)۔

بہار شریعت

اس کتاب کے سترہ حصے ہیں۔ مکمل کتاب کی قیمت ۲۵ روپے ہے۔ علیحدہ علیحدہ حصے بھی مل سکتے ہیں۔ تمام مسائل فقہیہ اس کتاب سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ علماء و عوام سب کے لئے یکساں مفید ہے تفصیل یہ ہے :۔

اوّل - اس میں عقائد ضروریہ مثلاً توحید و رسالت، جن و ملائک، جنت و دوزخ کا بیان ہے۔ قیمت ۱۲ر **دوم** - اس میں مسائل طہارت جیسے غسل و تیمم حیض و نفاس کا بیان ہے قیمت عہ۔ **سوم** - نماز کی ترکیب اور ان کی شرائط و ارکان سُنن، مستحبات واجبات و مکروہات کا بیان۔ قیمت عاصہ **چہارم** - وتر، نوافل، نماز عید و جمعہ و جنازہ، غسل و کفن و دیگر مسائل ضروریہ متعلق نماز کا بیان، قیمت عاصہ **پنجم** - روزہ رمضان، روزہ نوافل و فضائل رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ قیمت عہ **ششم** - حج و طواف و حاضری و زیارت مدینہ طیبہ کا بیان قیمت عاصہ **ہفتم** - نکاح اور اس کے رسوم و دیگر مسائل متعلقہ نکاح قیمت عہ **ہشتم** - طلاق و خلع و رضاعت اور مسائل ظہار وغیرہ کا بیان قیمت عہ۱۲ر **نہم** - غلام آزاد کرنا اور قسم و نذر اور شرابی و زانی پر حد قائم کرنے اور جہاد کا بیان قیمت عہ۱۲ر **دہم** - گرا پڑا مال پانے اور مفقود الخبری یعنی وہ شخص جو لاپتہ ہو اور مسائل شرکت و وقف کا بیان قیمت عہ **یازدہم** - مسائل خرید و فروخت یعنی اسلامی طریقہ تجارت کا بیان قیمت عہ **دوازدہم** - کفالت و حوالہ اور مسائل قضاۃ یعنی قاضی و جج بننے اور اس کے احکام نیز گواہی اور وکالت کا بیان۔ قیمت عہ، ۱۲ر **سیزدہم** - دعویٰ اقرار اور مصالحت کا بیان، قیمت عہ۱۲ر **چہاردہم** - مضاربت اور ودیعت اور رعایت و ہبہ کا بیان قیمت عہ **پانزدہم** - اکراہ، غصب، شفعہ، تقسیم، مزارعت، معاملہ، ذبح اور قربانی و عقیقہ کا بیان قیمت عہ **شانزدہم** - کھانے پینے، لباس و برتن، تکبر و غرور و تعلیم و دیگر مسائل ضروریہ کا بیان قیمت عہ۱۲ر **ہفدہم** - تجری احیاء موت، شکار و دیگر ضروری مسائل کا بیان قیمت عہ۔

انوار ساطعہ

حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف تصنیف جس میں فاتحہ، سوم، چہلم عرس، گیارہویں، میلاد شریف وغیرہا مسائل کے زبردست ثبوت دئے گئے ہیں۔ عرب و عجم کے کثیر التعداد علماء و فضلاء نے اس کتاب کو پسند کیا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ)۔

مواعظ

مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب کے بارہ وعظوں کا حسین و جمیل مجموعہ قیمت پانچ روپے (صہ)۔

حیات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (بقیہ صفحہ ۱۵)

کا ثبوت دیا۔ اور اس کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ اگرچہ اس کا بھی انکار نہیں کیا جاتا۔ لیکن آپ کا ممتاز کارنامہ جس نے آپ کو تجدید دین کے منصب پر فائز کر دیا یہ تھا۔ کہ آپ مہلکانہ فلسفۂ فکر اور اس امت کے مابین فصیل بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور اگر یہ فکر اس امت پر ٹھونس دیا جاتا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اس کا رشتۂ دین کے سرچشموں (کتاب وسنت) سے کٹ جاتا۔ اور یہ امت فلسفہ وقیاسات کے سامنے ہتھیار تسلیم کر دیتی۔ حکومت سوسائٹی پر قبضہ حاصل کر لیتی اور سیاست دین پر چھا جاتی۔ لوگوں کی آزادی عقیدہ، رائے چھن جاتی۔ بلاشبہ اسلامی تاریخ میں یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ابتدا ہی میں اس فتنے کا سر کچل دیا۔ اور دین کے ساتھ کھیلنے والوں کو اس سے محفوظ کر لیا اور لوگوں کو حکام وقت کی بھیڑ بکریاں بننے سے بچا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کی قدر ومنزلت لوگوں کی نظروں میں بڑھ گئی اور آنے والی نسلوں میں امام موصوف ایک عظیم شخصیت کی حیثیت سے یاد کئے جائیں گے۔ حقیقتاً وہ ایک بہت بڑے مجدد تھے۔ رضی اللہ عنہ

بقیہ صفحہ ۱۶

۴۴	سنگاپور	۹ لاکھ ۴۰ ہزار	۴ لاکھ ۲۰ ہزار
۴۵	سیریا	۱۶ ،،	۱۴ ،،
۴۶	ہند چینی	۲۷ ،،	۲۵ ،،
۴۷	سیریالوی	۳۰ ،،	۱۴ ،، ۲۰ ،،
۴۸	پرتگیزی ہند	۶ ،، ۷۰ ،،	۲ ،،
۴۹	نیوزی لینڈ	۲۱ ،،	۱۹ ،،
۵۰	نیوگنی	۱۷ ،،	۲۵ ،،

میزان کل مسلمان = ۳۲ کروڑ ۹۰ لاکھ تقریباً ٭

ذکر اخیار

حیاتِ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۶۴ھ — سنہ ۲۴۱ھ

۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون نے والی بغداد اسحاق بن ابراہیم کو پے در پے تین خطوط لکھے۔ پہلے خط میں اس کا حکم دیا۔ کہ تمام قضاۃ کا اجتماع طلب کر کے عقیدہ خلق قرآن کے بارے میں ان کا نظریہ معلوم کریں۔ ان میں سے جو لوگ اس عقیدہ کے حامل نہ ہوں انہیں معزول کر دیا جائے۔ اور ان کی شہادت قبول نہ کی جائے۔ نیز اس فیصلے پر مشتمل ایک سرکلر اسلامی ممالک کے اطراف واکناف میں پھیلا دیا جائے۔

دوسرے خط میں اس نے ان سات سے بڑے محدثین کو طلب کیا۔ جنہوں نے عقیدہ خلق قرآن کی مخالفت کی۔ جب یہ حضرات مامون کے پاس گئے۔ تو اس نے ان کا نظریہ معلوم کرنے کے بعد انہیں واپس لوٹا دیا۔ اور والئ بغداد کو حکم دیا۔ کہ اہل حدیث کے مشائخ و کبار علماء کو اپنے ہاں جمع کر کے اس عقیدہ کے متعلق دریافت کرے۔ مامون کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے جوابات پیش کر چکے تو والی نے ان کو جانے کی اجازت دے دی۔

تیسرے خط میں مامون نے ڈانٹ ڈپٹ کی اور وسیع پیمانے پر لوگوں کا امتحان لینے کا حکم دیا۔ والی نے مشاہیر علماء اور نمائندہ حضرات کو جمع کر کے اس عقیدہ کے متعلق ان سے استفسار کیا۔ ان لوگوں نے جو جوابات دیئے۔ وہ نہ صرف ایک دوسرے سے مختلف بلکہ پریشان کن بھی تھے۔ والی بغداد نے ان تمام جوابات کو مرتب کر کے مامون کے پاس بھیج دیا۔ مامون نے جب اس رپورٹ کو پڑھا۔ تو غیظ و غضب سے بھڑک اٹھا اور انہیں سخت سست کہا۔ اور والی کو حکم دیا۔ کہ بشر بن ولید اور ابراہیم بن مہدی اگر اپنے عقیدہ سے رجوع نہ کریں۔ تو ان کا سر قلم کر دیا جائے۔ اور دوسرے لوگوں سے دوبارہ دریافت کیا جائے اگر وہ بھی اپنی رائے پر اصرار کریں تو ان تمام لوگوں کو جکڑ کر امیر المومنین کی فوج میں بھیج دیا جائے۔ پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ تو تلوار سے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

والئ بغداد نے مامون کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے دوبارہ ان لوگوں کو جمع کیا۔ اور مامون کا خط انہیں سنایا۔ تو چار اشخاص کے علاوہ سب نے قرآن کو خلق تسلیم کر لیا۔ وہ چار حضرات یہ تھے۔

احمد بن حنبل، سجادہ، قواریری۔ محمد بن نوح۔

ان چاروں کو حسب حکم لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ دیا گیا۔ سجادہ نے جلد ہی خلق قرآن کا اعتراف کر لیا۔ چنانچہ ان کی بیڑی کھول دی گئی۔ دوسرے دن قواریری بھی معترف ہو گئے تو ان کو بھی آزاد کر دیا گیا۔ اب اس مسلک کے حامی احمد بن حنبل اور محمد بن نوح رہ گئے۔ ان دونوں کو جکڑ کر مامون کی طرف بھیج دیا گیا۔ اور ان تمام لوگوں کو بھی مامون کی طرف بھیج دیا گیا جن سے والئ بغداد استفسار کر چکا تھا۔ جو لوگ قید تھے ان میں سے اکثر کو والئ بغداد نے رہا کر دیا۔

محمد بن نوح بھی بغداد کو واپسی پر دوران سفر چل بسے

احمد امین کے کہنے کے مطابق اب اس عقیدہ کی مخالفت صرف احمد بن حنبلؒ کی ذات میں سمٹ کر رہ گئی۔ جو اس کے سب سے بڑے داعی تھے۔ اور جن کی طرف لوگوں کی نظریں لگی ہوئی تھیں امام احمد بن حنبل قیدی کی حالت میں بغداد لائے گئے۔ بغداد میں آپ کو پہلے ایک بوسیدہ مکان میں نظربند کیا گیا۔ اور پھر عام جیل خانہ میں منتقل کر دیا گیا۔ اس جیل میں آپ تقریباً اڑھائی سال رہے۔ امام موصوف کے لڑکے بیان کرتے ہیں۔ کہ دوران جیل میں اُن کے پاس جایا کرتا تھا۔ آپ نے مجھے کتاب الارجاء اور بہت دوسری چیزیں سُنائیں۔ میں نے آپ کو بیڑیوں ہی کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھاتے دیکھا۔ آپ کو صرف نماز اور نیند کے اوقات میں اپنے پاؤں کو بیڑیوں کے حلقے سے نکال لینے کی اجازت تھی۔

خلیفہ مامون کے بعد معتصم کے زمانے میں امام موصوف سے جو بیتی وہ انہی کی زبانی سنئے۔

"میری نظربندی کو چوتھا دن تھا کہ معتصم نے ربیع کے ذریعے اسحاق بن ابراہیم کو کہلا بھیجا کہ احمد کو میرے پاس بھیجو۔ میں جب اسحاق کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا۔ احمد! خُدا کی قسم معتصم آپ کو تلوار سے قتل نہیں کرے گا۔ ہاں اگر آپ نے اس کا کہا نہ مانا۔ تو وہ آپ کو پے در پے مارنے کا تہیہ کر چکا ہے اور اگر اس نے آپ کو قتل کیا بھی تو ایسی جگہ قتل کرے گا جہاں سورج و چاند کی روشنی بھی نہ پڑ سکے۔ جب ہم "باب" پر پہنچے۔ تو مجھے ایک سواری پر سوار کر دیا گیا۔ میں بدستور بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ کوئی نہ تھا جو ان کو اٹھاتا۔ متعدد مرتبہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میں کثرت بوجھ کی وجہ سے منہ کے بل نہ گر پڑوں۔

مجھے آدھی رات معتصم کے گھر لا کر ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ گھر میں کوئی روشنی نہ تھی۔ نماز کے لئے مسح کرنے کے لئے میں نے اپنے ہاتھوں کو بڑھایا۔ تو اچانک ایک برتن ہاتھ لگا جس میں کچھ پانی تھا۔ میں نے وضو کیا۔ اور نماز ادا کی۔ اگلے دن صبح میرے کمربند کو کھول کر میری ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو اور مضبوطی سے باندھ دیا گیا ــــ میں نے اپنے پاجامہ کو تھام لیا۔

معتصم کا پیغامبر میرے پاس آیا۔ مان جانے کی تلقین کی اور میرا ہاتھ پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے گیا۔ میں ہتھکڑیوں سے جکڑا ہوا، خلیفہ کے دربار میں پہنچ گیا۔ معتصم اپنے حواریوں کے جھمگھٹے میں بیٹھا تھا۔ اور ابن ابی داؤد بھی اسی مجلس میں موجود تھا۔ معتصم میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ انہیں قریب کر دیجئے۔ میں خلیفہ کے بالکل قریب ہو گیا۔ معتصم مجھے کہنے لگا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ میں بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر توقف کرنے کے بعد میں نے کہا۔ کیا مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے؟۔

معتصم نے کہا ہاں! میں نے کہا خدا و رسولؐ کی دعوت کیا ہے؟

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینا۔ میں نے کہا میں تو اس کی شہادت دیتا ہوں پھر میں نے کہا آپ کے دادا ابن عباس فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ نے ان سے ایمان کی تعریف پوچھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینا۔ اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنا۔

اس پر معتصم کہنے لگا۔ اگر آپ میرے پیشروؤں کے قبضہ میں نہ ہوتے تو میں آپ سے تعرض نہ کرتا۔ پھر کہنے لگا۔ اے احمد! خدا کی قسم میں آپ پر اپنے ہارون سے بھی زیادہ شفیق ہوں۔ آپ

چاہتے کیا ہیں؟

میں نے کہا بس مجھے خدا اور رسول کی دلیل چاہئیے۔

دوبارہ کہا۔ احمد! آپ میری بات مان جائیں۔ آپ کی خلاصی کے لئے یہی آسان راہ ہے۔ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے آزاد کروں گا لیکن میں نے دوبارہ کہا۔ کہ میں خدا اور رسول کی دلیل کے سوا کسی چیز پر رضامند نہیں ہوں گا۔

یہ نشست کافی لمبی ہوگئی۔ آخر معتصم اٹھ کر چلا گیا۔ اور مجھے بھی اپنی پہلی جگہ منتقل کر دیا گیا۔ جب تیسری رات ہوئی۔ تو مجھے اندیشہ ہوا۔ کہ کل میرے ساتھ کوئی اہم معاملہ ہونے والا ہے میں نے داروغہ سے کہا مجھے ایک رسی لادو۔ وہ ایک رسی لایا۔ میں نے اپنی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو اس سے باندھ لیا اور کمربند کو پاجامے میں ڈال لیا۔ مبادا کہ ستر کھل جائے۔

تیسرے دن صبح معتصم کا داروغہ میرے پاس آیا۔ اور مجھے ایک زیادہ تنگ و تاریک مکان میں لے گیا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ تلواریں اور کوڑے تھامے کھڑے ہیں۔ جب میں معتصم کے پاس آیا۔ تو اس نے کہا بیٹھ جائیے۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ آپ احمد سے مناظرہ کریں۔ انہوں نے میرے ساتھ مناظرہ شروع کیا۔ پھر یکے بعد دیگرے مختلف سوالات شروع کئے میں ان کے جوابات دیتا گیا۔ میری آواز ان کی آوازوں سے بلند ہو جاتی تھی۔ یہ نشست بھی جب کافی لمبی ہوگئی۔ تو معتصم مجھے علیحدہ لے جا کر کہنے لگا۔ احمد مان جائیے۔ میں آپ کو اپنے ہاتھ سے رہا کروں گا۔ میں نے وہی جواب دیا۔ جو اس سے پہلے دے چکا تھا۔ تو وہ کہنے لگا۔ اچھا اس کی سزا آپ کو بھگتنی پڑے گی اور جلادوں سے کہنے لگا۔ اسے لے جاؤ۔ چنانچہ مجھے جلاد خانے کی طرف لے جایا گیا۔ جب کوڑے لائے گئے۔ تو معتصم نے ان کو دیکھ کر کہا یہ نہیں دوسرے لاؤ۔ پھر جلادوں کو حکم دیا۔ کہ اسے مارو۔ ان میں سے ایک آتا اور مجھے دو کوڑے مارتا۔ معتصم ان کو بددعا دے کہ کہتا۔ خدا تمہارے ہاتھوں کو شل کردے۔ زور سے مارو جب مجھے انیس کوڑے لگ گئے۔ تو معتصم مجھے کہنے لگا۔ احمد کیوں اپنی جان کو ہلاک کرنے کے درپے ہو۔ خدا کی قسم میں تو آپ پر مہربان ہوں۔ تب ان میں سے ایک اپنی تلوار سے مجھے چوکا لگا کر کہنے لگا۔ کہ آپ ان تمام پر غالب آنا چاہتے ہیں۔ بعض نے کہا۔ امیرالمومنین ہمیں اجازت دیجئے۔ ہم اسے قتل کر دیں۔ اور آپ دھوپ میں کھڑے نہ ہوئیے۔ آپ تو روزے سے ہیں۔ [۵۱]

معتصم نے پھر کہا۔ احمد بڑے افسوس کی بات ہے آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں سے کوئی دلیل لاؤ میں اسے تسلیم کرلوں گا۔ معتصم اپنی جگہ پر جا بیٹھا اور جلاد کو کہا۔ آؤ اور زور سے کوڑے لگاؤ۔ معتصم دوبارہ اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ احمد میری بات مان جاؤ۔

دوسروں نے بھی میرے پاس آنا شروع کیا۔ اور کہنے لگے دیکھو! امام وقت آپ کے سر پر کھڑا ہے۔ عبدالرحمان نے مجھے مخاطب ہو کر کہا۔

کیا آپ کے ساتھیوں میں سے پہلے بھی کسی نے ایسی روش اختیار کی تھی ——؟

معتصم نے پھر کہا۔ احمد! آپ کی خلاصی کے لئے یہی بات آسان ہے۔ کہ آپ میری بات مان جائیں۔ میں نے کہا۔ امیرالمومنین مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں سے کوئی دلیل دکھاؤ۔ مجھے رجوع کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔

پھر جلادوں کو حکم دیا۔ کہ آؤ۔ جلاد آتے اور دو دو کوڑے

۵۱۔ یہ روزہ دار سفاک ہے۔ کہ ایک طرف روزے رکھتا ہے اور دوسری جانب اپنے زمانے کے سب سے بڑے پاکباز انسان پر کوڑے برسانے والوں کو کہتا ہے۔ خدا تمہارے ہاتھوں کو شل کرے۔ زور سے کیوں نہیں مارتے ہو۔ انسان کا فطری تضاد کیسے عجائبات کا حامل ہے۔

لگا کر الگ ہوتے جاتے ۔معتصم اس دوران میں زور سے مارنے کی تلقین کرتا رہا۔ اور یہ کہتا رہا۔ خدا تمہارے ہاتھوں کو شل کر دے انہیں کیا ہو گیا ہے۔

میں بے ہوش ہو گیا۔ اور مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ میرے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ میری بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کو کھول دیا گیا ہے۔

ایک شخص جس نے اس پورے منظر کا مشاہدہ کیا تھا۔ مجھے بتایا۔ کہ ہم نے تمہیں مُنہ کے بل لٹا لیا تھا۔ اور پشت پر کوڑے لگاتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں مجھے اس کا کچھ پتہ نہیں۔ میرے ہوش میں آنے کے بعد مجھے پینے کے لئے ستو دیئے گئے۔ لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا۔ کہ میں روزہ افطار نہیں کروں گا۔[۵۱] پھر مجھے اسحاق بن ابراہیم کے گھر لے آیا گیا ظہر کا وقت ہوا۔ تو ابن سماعہ نے نماز پڑھائی۔ اور جب پھرے تو مجھے کہنے لگے۔ آپ خون کی حالت میں نماز پڑھ رہے ہیں[۵۲]

میں نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی ایسے ہی نماز ادا کی تھی۔ جب کہ اُن کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔

امام احمد کے لڑکے صالح کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔ آپ کا زمانہ اسارت ۲۸ ماہ ہے۔ آپ کے ایک قیدی ساتھی نے مجھے کہا۔ بھتیجے! احمد پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں نے اُن جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

جب آپ کو پیاس لگی۔ تو آپ نے کہا۔ مجھے پانی پلا دو۔ انہوں نے ایک پیالہ پیش کیا۔ جس میں برف کا پانی تھا۔ آپ نے تھوڑی دیر اس کو دیکھا۔ اور پئے بغیر اس کو واپس کر دیا۔ آپ جس پُر ہول دَور سے گزر رہے تھے اور پھر بھوک و پیاس پر یہ صبر میرے لئے سخت موجب حیرت ہوا۔ صالح کہتے ہیں۔ آپ کے زمانہ اسارت میں میں نے بہتیری کوشش کی۔ کہ آپ کو کھانا پہنچاؤں لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

ایک شخص اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب آپ سے مناظرہ کیا جا رہا تھا۔ تو آپ کی زبان میں بھوک و پیاس کی وجہ سے ذرا بھی لوچ نہ آتی۔ میں نے ایسی بہادری اور مضبوطی دل کہیں نہیں دیکھی۔

یہ ہیں وہ واقعات جن سے امام احمد بن حنبل کی پختگی عقیدہ شجاعت اور جرأت ایمانی کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی شجاعت اور اخلاص کے سامنے فتنہ خلق قرآن اور معتزلہ کا گروہ خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔ اور یہ چیزیں علم کلام اور دوسری کتب میں مدفون ہو کر رہ گئیں۔

امام احمد کے ایمان و شجاعت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے آپ کی مدد فرمائی اور اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ایمان خالص اور عزم راسخ حکومت و سطوت، شدید مخالفتوں، اور سنگین سزاؤں پر غالب آیا کرتا ہے۔ اس وقت کی حکومت کو جو اپنے زمانے کی بہت بڑی اور وسیع حکومت تھی۔ منہ کی کھانی پڑی۔ نیز ان علماء کے بھی حوصلے پست ہو گئے جو حکومت کی طرفداری کر رہے تھے۔ اسی دن سے اُن کے دل حکومت سے کٹ گئے۔ اور معتزلہ کو دوبارہ سر اُٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

امام احمد بن حنبل اس آزمائش سے یوں نکلے جیسے صیقل شدہ تلوار اور اندھیرے سے چاند نکلتا ہے۔ آپ کے ہم عصروں کا کہنا ہے کہ آپ ایک بھٹی میں ڈالے گئے تھے جس سے آپ کندن ہو کر نکلے اسی وقت سے امام موصوف کا ستارہ عروج تابندہ تر ہو گیا اور لوگوں کے دل آپ کے لئے متواضع اور منکسر ہو گئے۔ آپ کی محبت اہل سنت کی علامت متصور ہونے لگی۔ آپ کے معاصرین نے لکھا ہے کہ جب آپ کسی شخص کو احمد بن حنبل کا عقیدتمند پائیں۔ تو جان لیجئے کہ وہ صاحب سنت ہے۔

کارِ تجدید

امام احمد بن حنبل کی زندگی کا روشن پہلو صرف یہی نہیں ہے۔ کہ آپ نے اسلام کے عقیدہ کی حفاظت کے لئے استقلال و شجاعت

(باقی بر صفحہ ۱۱)

---

[۵۱] اللہ اکبر! ایک طرف ان پاک باز انسانوں کی راہ حق میں یہ صعوبتیں اور دوسری جانب ہماری سہل ترین بلکہ پر آسائش زندگیاں۔

[۵۲] تف ان فقیہان بے توفیق پر ان کا تفقہ فی الدین ایک ایسا پردہ ہے جس کے نیچے ان کی نفس پرستیوں کا تعفن ہے۔

مفید معلومات

مشرق و مغرب کے مسلمان

اسلام کی حقانیت کا کتنا بڑا ثبوت ہے کہ یہ دین محض تبلیغ اور اسے پیش کرنے والوں کی سیرت کی پاکیزگی کے بل پر چار دانگ عالم پر پھیلا ہے۔ اور آج اس کے ماننے والے دنیا کے ہر گوشہ میں پائے جاتے ہیں۔ ماضی قریب کی مردم شماری کی رو سے اسلامیان عالم کی تعداد اور تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	ملک	کل آبادی	مسلمان
۱	انڈونیشیا	۷ کروڑ ۸۰ لاکھ	۷ کروڑ
۲	پاکستان	۷ کروڑ ۵۷ ″	۶ کروڑ ۸۱ لاکھ
۳	بھارت	۳۶ کروڑ ۲۸ ″	۳ کروڑ ۴۰ ″
۴	ترکی	۱ کروڑ ۹۵ ″	۱ کروڑ ۹۱ ″
۵	مصر	۱ کروڑ ۹۵ ″	۱ کروڑ ۱۸ ″
۶	ایران	۱ کروڑ ۷۰ ″	۱ کروڑ ۱۶ ″
۷	افغانستان	۱ کروڑ ۲۰ ″	۱ کروڑ ۱۹ ″
۸	چین	۴۶ کروڑ ۲۵ ″	۲ کروڑ ۲۷ ″
۹	روس	۱۹ کروڑ ۳۰ ″	۳ کروڑ ۲۵ ″
۱۰	جنوبی افریقہ	۱۲ کروڑ	۵۰ ″
۱۱	اتھوپیہ	۱ کروڑ	۴۵ ″
۱۲	یوگوسلاویہ	۱ کروڑ ۵۸ ″	ایک لاکھ ۷۰ ہزار
۱۳	مڈغاسکر	۲ کروڑ ۴۰ ″	۸ لاکھ ۴۰ ″
۱۴	برما	۱ کروڑ ۱۰ ″	۶ لاکھ ۸۰ ″
۱۵	سیلیبیز	۱ کروڑ ۸۲ ″	۶ لاکھ ۳۰ ″
۱۶	فلپائن	۱ کروڑ ۹۲ ″	۶ لاکھ ۸۰ ″
۱۷	نائیجیریا	۱ کروڑ ۴۰ ″	۱ کروڑ ۸ لاکھ
۱۸	مراکش	۸۳ ″	۷۵ ″
۱۹	الجزائر	۷۵ ″	۷۴ ″
۲۰	سعودی عرب	۷۵ ″	۷۴ ″
۲۱	یمن	۷ ″	۶ لاکھ ۷۰ ہزار
۲۲	سوڈان	۹۷ لاکھ	۶۳ لاکھ
۲۳	عراق	۶۵ ″	۴۶ لاکھ ۹۰ ہزار
۲۴	تونس	۶۳ ″	۲۷ لاکھ
۲۵	ٹانگانیکہ	۷۴ ″	۱ لاکھ ۴۰ ″
۲۶	مشرقی افریقہ	۷۳ ″	۱ لاکھ ۲۰ ″
۲۷	بلغاریہ	۷۰ ″	۸ لاکھ ۱۷ ″
۲۸	یوگنڈہ	۴۹ ″ ۹۰ ہزار	۱ لاکھ
۲۹	شام	۳۴ ″	۲۷ لاکھ
۳۰	ملایا	۴۹ ″	۲۵ ″
۳۱	شرقِ اردن	۱۴ ″	۱۳ ″
۳۲	لبنان	۱۲ ″	۱۱ ″
۳۳	گومان	۹ ″ ۴۰ ہزار	۹ ″ ۳۰ ہزار
۳۴	البانیہ	۱ ″ ۴۰ ″	۸۴ ″
۳۵	شمالی لینڈ	۷ ″ ۱۰ ″	۶ ″ ۵۰ ″
۳۶	مسقط عمان	۵ ″ ۵۰ ″	۵ ″ ۴۰ ″
۳۷	برطانوی کیمرون	۱۰ ″ ۱۷ ″	۵ ″
۳۸	سرماوق	۵ ″ ۵۰ ″	۴۱ ″
۳۹	زنجبار	۳ ″ ۷۰ ″	۳ ″ ۶۰ ″
۴۰	شمالی بورنیو	۳ ″ ۳۰ ″	۲ ″ ۵۰ ″
۴۱	گیمبیا	۲ ″ ۵۰ ″	۲ ″ ۱۰ ″
۴۲	سیلون	۷۴ ″	۶ ″ ۸۰ ″
۴۳	ایری ٹیریا	۱۰ ″ ۱۰ ″	۴ ″ ۵۰ ″

(باقی بر صفحہ ۱۱)

مسائلِ حدیث

یہ حدیث مسائل ذیل پر مشتمل ہے :۔
(۱) ماءِ قلیل میں اگرچہ قلتین ہی ہو اور نجاست کا اثر بھی پانی میں نمودار نہ ہو تو پانی پھر بھی ناپاک ہو جائیگا۔ (۲) نجس کپڑے یا کسی بھی نجس چیز کو تین مرتبہ دھونا مستحب ہے کیونکہ جب شک کی صورت میں ہاتھ کو تین مرتبہ دھونے کی ہدایت دی گئی ہے تو جس چیز کا ناپاک ہونا یقینی ہے اس کا تین مرتبہ دھونا بطریق اولیٰ مستحب ہونا چاہیئے۔ (۳) پیشاب و پاخانہ پھرنے کے بعد مٹی یا پتھر وغیرہ سے استنجاء کیا گیا پانی سے دھویا نہیں تو وہ جگہ نجس ہی رہیگی، تو اگر موقع کو تری پہنچی اور وہ تری کپڑے یا شلوار وغیرہ کو لگ گئی تو کپڑا ناپاک ہو جائیگا ہاں ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے یعنی نماز کے حق میں اتنی نجاست معاف ہے۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ | **باب وضوء میں پاؤں دھونا ضروری ہے مسح نہ کرے۔**

(۱) اس عنوان کے قائم کرنے سے امام بخاری کا مقصود یہ بتانا ہے کہ وضوء میں پاؤں دھونا فرض ہے اور پاؤں پر مسح کرنے سے وضوء نہ ہوگا۔ (۲) اس عنوان کے ماتحت امام نے وہی حدیث ذکر کی ہے جو باب من رفع صوتہ بالعلم میں مع تفہیم کے گزر چکی ہے اس لئے ہم نے یہاں نہیں لکھی۔ اس حدیث کا مضمون یہ تھا کہ بعض لوگ وضوء کر رہے تھے اور پاؤں پر مسح کر رہے تھے یا پاؤں اچھی طرح نہیں دھو رہے تھے یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دوزخ کی آگ سے ایڑیوں کی خرابی ہو گی۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ وضوء میں پاؤں کا دھونا ضروری ہے۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ فِي الْوُضُوْءِ۔

اَنَّهُ رَاٰى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ اِنَائِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَّيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

باب وضوء میں کلی کرنے کے بیان میں ۲۱۷

حمران جو حضرت عثمان کے غلام تھے انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمان نے وضوء کیلئے پانی منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن میں سے پانی ڈالا پس ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر اپنا دہنا ہاتھ پانی میں ڈالا۔ اسکے بعد (پانی لیکر) کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور ناک سنکی پھر تین بار منہ دھویا اور تین بار کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے۔ اور سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضوء کرتے دیکھا ہے جیسے میں نے وضوء کیا۔ اور حضور نے فرمایا تھا جو کوئی میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرے پھر دو رکعت (تحیۃ المسجد) خلوصِ قلب کے ساتھ پڑھے۔ اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائینگے۔

فوائد و مسائل

یہ حدیث مسائل ذیل پر مشتمل ہے :۔ وضوء میں ترتیب۔ اعضاءِ وضوء کو تین تین بار دھونا۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا سنت ہے۔ ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ وضوء کرنے والا پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹے تک دھوئے پھر منہ دھوئے پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے۔ پھر چوتھائی سر کا مسح کرے اس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے۔ پھر تحیۃ المسجد پڑھے یہ دو رکعت نفل ہیں جو وضوء کرنے کے بعد مسجد میں

پڑھے جاتے ہیں۔ حدیث زیر بحث میں یہ بتایا گیا اس نفل کے پڑھنے سے آدمی کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تحیۃ المسجد کے مسائل

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے تحیۃ المسجد پڑھنا سنت ہے۔ علماء نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ چار رکعت پڑھے۔ جو شخص ایسے وقت میں مسجد میں آیا جس میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر تو وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل، درود شریف میں مشغول ہو جائے حق مسجد ادا ہو جائیگا۔

بَابُ غَسْلِ الْاَعْقَابِ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ اِذَا تَوَضَّاَءَ (بخاری)

باب وضوء میں ایڑیوں کے دھونے کے بیان میں اور حضرت ابن سیرین جب وضوء کرتے تو انگوٹھی کی جگہ کو بھی دھوتے۔

امام اعظم ابو حنیفہ و امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اس کو ہلانا وضوء میں سنت ہے جیسے ہاتھ دھوتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے اور اگر انگوٹھی ڈھیلی ہے تو ہلانے کی ضرورت نہیں۔ خوب یاد رکھئے کہ انگوٹھی کے تنگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی تنگ ہو کہ بغیر ہلائے بھی اس کے نیچے پانی بہہ جائے تو اب ایسی تنگ انگوٹھی کو وضوء میں ہلانا سنت ہے لیکن اگر ایسی تنگ ہے کہ بغیر ہلائے پانی پہنچتا ہی نہیں ہے تو ایسی صورت میں ہلانا فرض ہے تاکہ پانی جلد پر بہہ جائے۔

وضوء میں یہ ضروری ہے کہ اعضاء وضوء اس طرح دھوئے جائیں کہ ایک بال برابر بھی خشکی نہ رہے۔ لہٰذا اگر انگوٹھی یا عورتوں کے پاؤں میں چھلے وغیرہ ایسے تنگ ہیں کہ ہلانے سے انکے نیچے پانی بہہ جائیگا تو ہلانا فرض ہے
۲۱۸ اور اگر ہلانے سے بھی پانی نہ بہے تو ان کو اتار کر پانی بہانا فرض ہے بعض لوگ کسی بیماری کی وجہ سے انگوٹھوں میں بہت کس کر تاگا باندھ لیتے ہیں کہ پانی کا بہانا در کنار تاگے کے نیچے بھی پانی نہیں بہتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تاگا کو علیحدہ کر کے اس جگہ پانی بہایا جائے۔

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

محمد بن زیاد کہتے ہیں میں نے ابو ہریرہ سے یہ سنا جبکہ وہ ہمارے پاس سے گذرتے اور لوگ برتن سے وضو کیا کرتے تو وہ کہتے کہ لوگو! وضوء کو پورا کرو۔ کیونکہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایڑیوں کیلئے خرابی ہو جہنم کی آگ سے۔

فوائد و مسائل

اس حدیث کو امام مسلم و نسائی نے کتاب الطہارۃ میں ذکر کیا ہے اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وضوء میں پاؤں کا ٹخنوں سمیت اس طرح دھونا فرض ہے کہ ذرا بھی خشک نہ رہے۔ چنانچہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے وضوء کیا، مگر ایڑیوں پر پانی نہیں بہایا۔ اس پر آپ نے فرمایا ویل للاعقاب ابوداؤد و دارقطنی و احمد کی حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص بحضور نبوی وضوء کر کے آئے مگر پاؤں ان کا ناخن کے برابر دھلنے سے رہ گیا۔ حضور نے فرمایا: ارجع فاحسن وضوءک جاؤ اور اچھی طرح دوبارہ وضو کر کے آؤ (نیل الاوطار جلد ا صـ۱۱)۔

پاؤں پر مسح کرنے سے وضو درست نہ ہوگا؟

واضح ہو جمہور صحابہ کرام و آئمہ دین سب کا اس پر اجماع ہے کہ وضوء میں پاؤں کا دھونا فرض ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا کہ صحابہ کرام کا اس باب میں کوئی

اختلاف نہیں البتہ حضرت علی و انس و ابنِ عباس کے متعلق یہ روایت ملتی ہے کہ انہوں نے پاؤں پر مسح کیا۔ لیکن ان حضرات کا اس سے رجوع بھی ثابت ہے۔ امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وضوء کے معاملہ میں پاؤں پر مسح کرنے کے متعلق جسقدر بھی آثار ملتے ہیں وہ سب کے سب منسوخ ہیں۔ کیونکہ حضور کی قولی و فعلی احادیث اور صحابہ کرام کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں کے ذرا بھی سوکھے رہ جانے پر جہنم کی وعید سنائی ہے، اس سلسلہ میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے قدمین کے متعلق جو روایت منقول ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر صحن مسجد میں تشریف لائے پانی لایا گیا۔

فمسح بوجھہ ویدیہ وبراسہ ورجلیہ | توآپ نے منہ ہاتھوں سر اور پاؤں کا مسح کیا۔

اس کے بعد فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے: وھذا وضوءُ من لم یحدث اور یہ وضوء اس کا ہے جو باوضوء ہو۔ (طحاوی)

ظاہر ہے کہ اس روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وضوء میں پاؤں کا مسح کرنا کافی ہے، کیونکہ اس میں منہ اور ہاتھ کے مسح کرنے کا بھی ذکر ہے حالانکہ منہ اور ہاتھ کے مسح کا قول کسی نے نہیں کیا نیز حضرت علی کا یہ فرمانا کہ "یہ وضوء اس کا ہے جو باوضوء ہو" اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ وضوء جو حضرت علی نے کیا نماز کا وضوء نہ تھا، بلکہ گرد و غبار دور کرنے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے آپ نے اپنے منہ ہاتھ پاؤں اور سر پر پانی مل لیا تھا۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ وضوء نماز کا وضوء تھا، تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ مسح رجلیہ میں مسح کا لفظ (غسل) ۳۱۹
دھونے کے معنی میں ہے کیونکہ اس روایت میں مسح بوجھہ بھی آیا ہے جو یقیناً غسل کے معنی میں ہے کیونکہ وضوء میں منہ دھونے کے متعلق کسی کا اختلاف ہے ہی نہیں تو جیسے مسح بوجھہ میں مسح کا لفظ غسل دھونے کے معنی میں آیا ہے ایسے ہی مسح رجلیہ میں بھی مسح کا لفظ (غسل) دھونے کے معنی میں لینا ضروری ہے فافہم۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ۔ | باب چپل پہنے ہو تو پاؤں کو دھوئے چپلوں پہ مسح نہ کرے۔

فوائد و مسائل

(۱) اس عنوان سے امام کا مقصود یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی چپل پہنے ہو تو اس کو وضوء کرتے وقت پاؤں کو دھونا چاہیئے۔ موزوں کی طرح چپلوں پر مسح کرنے سے وضوء نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ وضوء میں پاؤں کا دھونا فرض ہے لیکن شریعت نے آسانی کیلئے موزوں پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے یعنی جو شخص موزہ پہنے ہو وہ اگر وضوء میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے تو وضوء درست ہو جائیگا مسح کے جواز میں کثرت سے حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تواتر کے ہیں اسی لئے امام کرخی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو مسح کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امام شیخ الاسلام نے فرمایا جو مسح خف کو جائز نہ مانے گمراہ ہے۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلسنت کی علامت دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: تفضیل الشیخین وحب الختنین ومسح الخفین سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے افضل جاننا۔ سیدنا عثمان غنی و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔ امام نے ان تینوں باتوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ آپ کوفہ میں تشریف فرما تھے،

اور رافضیوں کی وہاں کثرت تھی، تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس کے یہ معنی نہ سمجھے جائیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا سنی ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ علامت شی میں پائی جاتی ہے جس لازم علامت نہیں ہوتی۔ فافہم

موزوں پر مسح کرنا جائز ہے

حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ تقریباً ستر افراد نے قولاً و عملاً موزوں پر مسح کی حدیث کو روایت کیا ہے۔ حضرت امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ موزوں پر مسح کے جواز میں مجھے کچھ تردد نہیں کیونکہ اس کے جواز پر مجھے چالیس صحابہ کرام سے حدیثیں پہنچی ہیں۔ ابن المنذر ابن المبارک سے روایت کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کے جائز ہونے میں صحابہ کرام میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قولی و فعلی حدیثیں اس باب میں کثرت سے آئی ہیں۔ چند احادیث کے ترجمہ یہاں لکھے جاتے ہیں:- (۱) حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ حضور نے موزوں پر مسح فرمایا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پاؤں دھونا بھول گئے؟ حضور نے جواب دیا نہیں تو بھولا ہے مجھے میرے رب نے موزوں پر مسح کا حکم دیا ہے (احمد و ابو داؤد) (۲) سیدنا صدیق اکبر سے روایت ہے کہ حضور نے مسافر کو تین دن تین راتیں اور مقیم کو ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی جبکہ موزے طہارت کے ساتھ پہنے ہوں۔ (دار قطنی)۔ (۳) صفوان بن عسال کہتے ہیں جب ہم مسافر ہوتے تو حضور ہمیں حکم فرماتے کہ ہم تین دن تین رات موزے نہ اتاریں مگر بوجہ جنابت کے لیکن پاخانہ و پیشاب اور سونے کے بعد نہیں (ترمذی اور نسائی)۔ (۴) حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے حضور کو موزوں کی پشت پر مسح کرتے دیکھا (ابو داؤد و ترمذی)۔

غرضیکہ یہ بات اپنی جگہ پر ثابت شدہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے چمڑے کے موزوں پر مسح کیا جائے تو جائز بلا کراہت ہے بشرطیکہ موزہ پر مسح کرنے کے جو شرائط ہیں اس کا خیال رکھا جائے۔ ۳۲۰

موزوں پر مسح کرنے کے متعلق ضروری مسائل

موزوں پر مسح کرنے کے لئے چند شرائط ہیں:- (۱) موزے چمڑے کے ہوں یا کسی ایسی دبیز چیز کے بنے ہوئے ہوں کہ جن میں سے پانی نہ چھنے جیسے کہ ربڑ و پلاسٹک وغیرہ۔ (۲) یہ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر ایک انگل کم ہو کہ ٹخنے کا کچھ حصہ کھلا رہے تو بھی مسح درست ہے، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ ایڑی کھلی نہ رہے (۳) موزہ پاؤں سے چمٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ بخوبی چل پھر سکیں۔ (۴) وضو کر کے موزہ پہنا ہو، یعنی پہننے کے بعد اور حدث (وضو ٹوٹنے) سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر موزہ پہن لے بعد میں وضو پورا کرے مسح میں دو فرض ہیں اوّل یہ کہ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو (۱) دوم مسح موزے کی پیٹھ پر کیا جائے۔ تو اگر موزہ کے تلے یا کروٹ یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح درست نہ ہوگا۔ (۵) موزہ پر مسح کی مدّت مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے۔ اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات ہے مسح کی مدّت پہلی بار جو حدث ہوگا اس وقت سے شروع ہوگی۔ مثلاً موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث ہوا (یعنی وضو جاتا رہا) اس وقت سے مدّت کا شمار ہوگا۔ فرض کیجئے صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کریگا۔ اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک مسح کریگا۔ (۲) جس پر غسل فرض ہو وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔ (۳) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ (۴) مدّت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے

پھر سے پورا وضو کرنے کی حاجت نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرے۔ (۵) موزہ کے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ یوں ہی اگر ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزہ سے باہر ہو جائے مسح جاتا رہا۔ (۶) خوب یاد رکھیئے کہ سوتی یا اونی موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ (۷) مندرجہ ذیل کی قسم کے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں :۔

اوّل پورا موزہ ہی چمڑہ کا ہو۔ جو ٹخنوں کو ڈھانپ لے، یا صرف تلہ چمڑے کا ہو اور باقی حصّہ کسی اور دبیز چیز کا بنا ہو، اس پر بھی مسح جائز ہے۔

منعل پر بھی مسح جائز ہے یعنی سوتی یا اونی جراب کا تلہ چمڑہ کا بنا لیا جائے اور اس کو ساتھ ملا کر سی دیا جائے حدیث میں جو جرابوں پر مسح کا ذکر ہے اس سے ایسا ہی موزہ مراد ہے۔

مجلد پر بھی مسح جائز ہے یعنی اونی یا سوتی جراب پر چمڑہ کا پائتابہ چڑھا لیا جائے مگر اس میں یہ شرط ہے کہ یہ پائتابہ جرابوں کے ساتھ سی لیا جائے۔ اگر سیا نہیں گیا تو مسح جائز نہ ہوگا۔

وضاحت موزہ چمڑہ کا ہو یا کسی ایسی چیز کا بنا ہوا ہونا چاہیئے جس میں سے پانی نہ چھنے جیسے پلاسٹک، کرمچ وغیرہ انگریزی بوٹ جو ٹخنے کو ڈھانپ لے اس پر بھی مسح جائز ہے یعنی اگر کسی نے بوٹ پہنے ہوں اور وضو کرتے وقت ان پر مسح کر لیا وضوء درست ہو گیا۔ لیکن نماز کے لئے یہ ضروری ہے کہ موزہ یا بوٹ ایسے نرم چمڑے کا بنا ہوا ہو کہ سجدہ کرنے میں پاؤں کی انگلیاں مڑ سکیں اور انگلیوں کے پیٹ زمین سے چمٹ سکیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کے پیٹ کا زمین سے چمٹ جانا فرض ہے۔ اگر دونوں پاؤں سجدہ میں اٹھے رہے بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی ۳۲۱ جب بھی نماز نہیں ہوئی، اس مسئلہ سے لوگ بہت غافل ہیں۔ یہ چند ضروری مسائل یہاں لکھے گئے ہیں مفصل احکام و مسائل کے لئے بہار شریعت حصّہ دوم کا مطالعہ کیجئے۔

چپلوں پر مسح کی بحث

امام بخاری نے مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے یہ بتایا ہے کہ چپلوں پر مسح کرنے سے وضوء نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا بھی یہ ہی مسلک ہے کہ چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے لیکن چپلوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ لیکن صحابہ میں سے بعض افراد کے متعلق ایسی حدیثیں مل جاتی ہیں کہ انہوں نے چپلوں پر مسح کیا مثلاً اوس بن اوس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے چپلوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا آپ کیا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو بھی (نعلین) پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے یا ابوظبیان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر وضوء کے لئے پانی منگایا و مسح علی النعلین اور نعلین پر مسح کیا اور مسجد میں جا کر نعلین اتار کر نماز پڑھی۔ (طحاوی باب المسح علی الخفین)۔ اس نوع کے آثار سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ جیسے چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اسی طرح (نعلین) چپلوں پر بھی مسح جائز ہے۔ لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں ـــ کیونکہ اس سلسلہ کی احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن نعلین پر حضورؐ نے مسح فرمایا ان کے نیچے چمڑے کے موزے بھی ہوں۔ اور آپ کا ارادہ بھی موزوں پر ہی مسح کا ہو۔ کیونکہ اگر آپ چپل نہ پہنے ہوتے تو بھی موزوں پر ہی مسح فرماتے تو آپ کا ارادہ تو موزوں پر ہی مسح کا تھا۔ مگر آپ نے موزہ اور نعلین دونوں پر مسح فرمایا۔ تو طہارت حاصل ہو گئی اور نعلین پر مسح فرمانا امرِ زائد ہوا۔ چنانچہ اس کی وضاحت

کہ حضورؐ نے جن چپلوں پر مسح فرمایا ان کے نیچے موزے بھی پہنے ہوئے تھے حدیثِ ابو موسیٰ سے ہوتی ہے جس کے لفظ یہ ہیں مسح علی جوربیہ و نعلیہ حضورؐ نے جورب اور نعلین پر مسح فرمایا۔ تو حدیث ابو موسیٰ سے نعلین پر مسح کرنے کی کیفیت معلوم ہو گئی کہ حضورؐ نے نعلین کے ساتھ ساتھ جورب پر بھی مسح فرمایا۔ تو مقصود دراصل (جورب) موزوں پر ہی مسح کرنا تھا نہ کہ چپلوں اور جوتیوں پر۔ لہٰذا چپل پر مسح کرنے سے وضو کی صحت ثابت نہ ہوئی۔

اور ایک احتمال یہ بھی ہے جو حدیث ابن عمر سے نکلتا ہے کہ حضرت ابن عمر جب وضو کرتے اور جوتے آپ کے پاؤں میں ہوتے۔ تو آپ ظاہر قدمین پر مسح کر لیتے اور یہ فرماتے کہ حضور اکرمؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ حدیث ابن عمر سے حضورؐ کے نعلین پر مسح کرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ کبھی حضورؐ نعلین پر مسح کرتے ہوئے ظاہر قدمین پر بھی مسح فرما لیتے تھے۔ یعنی ظاہر قدمین پر مسح فرمانا تو علی سبیل الفرضیت تھا اور نعلین پر مسح کرنا امر زائد تھا۔ (پھر یہ پاؤں پر مسح کرنے کا جواز منسوخ ہو گیا) غرضیکہ جن احادیث و آثار میں نعلین پر مسح کرنے کا بیان ہے ان میں یہ دونوں احتمال پائے جاتے ہیں۔

اوّل یہ کہ نعلین پر مسح کرنے کی کیفیت یہ تھی کہ آپ موزے بھی پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے موزہ اور نعلین دونوں پر مسح فرمایا جیسا کہ حدیث مغیرہ و حدیث ابو موسیٰ سے ثابت ہوتا ہے۔ جس کے لفظ یہ ہیں مسح علی جوربیہ و نعلیہ اور جرابوں پر مسح کو امام اعظم علیہ الرحمہ بھی جائز سمجھتے ہیں جبکہ وہ مجلد یا منعل ہوں یا ایسی دبیز چیز کی بنی ہوئی ہوں کہ ان میں پانی نہ چھنے۔ **دوم** یہ کہ حدیث ابن عمر سے یہ احتمال نکلتا ہے کہ حضورؐ بھی نعلین پر مسح کرتے ہوئے ظاہر قدمین پر بھی مسح فرمایا کرتے تھے۔ تو گویا پاؤں پر مسح بطور فرض وضو کے تھا اور نعلین پر مسح ضمنی طور پر امر زائد تھا۔ پھر ٣٢٢
پاؤں پر مسح کرنا منسوخ ہو گیا۔

غرضیکہ وہ احادیث اور آثار جن میں نعلین (چپل) پر مسح کا ذکر ہے مذکورہ بالا دونوں معنوں میں سے کسی بھی معنی پر محمول کر لیجئے اس سے چپلوں پر مسح کرنے کا جواز نہیں ثابت ہوتا۔ اس کے علاوہ عقل بھی چاہتی ہے کہ چپلوں پر مسح کرنا جائز نہ ہو کیونکہ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر چمڑہ کا موزہ اتنا پھٹ جائے کہ پاؤں کا اکثر حصہ ظاہر ہو جائے تو ایسے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے چپل میں پاؤں کا اکثر حصہ ظاہر رہتا ہے، لہٰذا چپل پر مسح جائز نہیں ہونا چاہیئے۔ (فافہم)۔

نیز اس سلسلہ میں اہل علم کے لئے مندرجہ ذیل امور بھی قابل غور و فکر ہیں:۔ اوّل حدیث مسح علی جوربیہ و نعلیہ۔ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا یہ حدیث منکر ہے سفیان ثوری عبدالرحمٰن بن مہدی احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی المدینی و مسلم بن حجاج نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے امام ابو داؤد نے فرمایا کہ: عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو روایت نہیں کرتے کیونکہ حضرت مغیرہ سے جو معروف و مشہور حدیث مروی ہے اس کا مضمون تو یہ ہے کہ حضورؐ نے موزوں پر مسح کیا۔ اسی طرح یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بھی مروی ہے مگر یہ روایت بھی متصل نہیں ہے۔ اگرچہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے۔ لیکن ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس کی سند بھی متصل نہیں ہے، کیونکہ ابو موسیٰ سے ضحاک ابن عبدالرحمٰن نے روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے فرمایا کہ ضحاک کا سماع ابو موسیٰ سے ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح یحییٰ بن معین و

امام بیہقی نے فرمایا کہ ضعیف ہے قوی نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد میں عیسٰی بن سنان بھی ہیں جو ضعیف ہیں لائق حجت نہیں ہیں ۔ (نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۱۷۹) ۔

دوم : اسی طرح وہ حدیث جس میں یہ آیا ہے کہ حضور نے نعلین پر مسح کیا ۔ یہ سب حدیثیں فعلی ہیں ۔ مثلاً اوس بن اوس کہتے ہیں : میں نے اپنے والد کو نعلین پر مسح کرتے دیکھا تو ان سے کہا آپ یہ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضور کو بھی نعلین پر مسح کرتے دیکھا ہے (طحاوی ، ابوداؤد) ۔ لیکن کوئی روایت ایسی نہیں ملتی جس میں یہ ہو کہ حضور نے فرمایا ہے کہ نعلین پر مسح کیا کرو ۔ یا تمہیں نعلین پر مسح کرنے کی اجازت دی جاتی ہے ۔ اسی طرح اس باب کی تمام حدیثیں خبر احاد ہیں ۔

لیکن اس کے برعکس چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کے جواز کی حدیثیں قولی بھی ہیں اور فعلی بھی بلکہ حدیث مغیرہ بن شعبہ تو حدیثِ مشہور ہے ۔

سوم : حضرت علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق نعلین پر مسح کرنے کی جو حدیث ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ آپ نے نعلین پر مسح کیا ۔ پھر مسجد میں گئے اور نعلین کو اُتار کر نماز پڑھی :۔ ثم دخل المسجد فخلع نعليه ثم صلّى (طحاوی) ۔۔۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت علی نے نعلین پر مسح فرمایا تھا تو پھر نماز پڑھتے وقت اس کو اُتارا کیوں ؟ اور اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ موزہ پر مسح کے بعد اگر اسکو اُتار دیا جائے تو مسح ٹوٹ جاتا ہے ۔

ان امور کے پیشِ نظر یہ بات سمجھ میں آتی ہے ، کہ نعلین پر مسح کے متعلق جس قدر آثار ملتے ہیں اوّل تو ان کی یہ پوزیشن نہیں ہے کہ ان کو حدیث مشہورہ کے مقابل لایا جائے ، دوسرے یہ کہ "نعلین اُتار کر نماز پڑھی" کے جملہ سے اس توجیہہ ۳۲۳
کو تقویت پہنچتی ہے کہ ضرور نعلین کے اندر چمڑہ کا موزہ پہنا ہوا تھا ۔ اور اس زمانہ کی چپل بھی ایسی ہوتی تھی کہ اس میں پاؤں کا اوپر کا حصہ بالکل ظاہر رہتا تھا ، پس مَسَحَ علٰی نعلیه کا مفہوم یہ ہوا کہ چپل پہنے پہنے موزہ پر مسح کر لیتے تھے کیونکہ چپل پہننے کی صورت میں بھی مسح کرنے کی جگہ ظاہر رہتی تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ بوقتِ نماز چپل اُتار دیتے تھے ورنہ اگر چپل پر مسح کیا ہوتا تو اس کو اُتارتے نہیں کیونکہ اُتارنے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے ۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ

حضرت عبید اللہ بن جریج نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہا آپ چار کام ایسے کرتے ہیں جن کو میں نے تمہارے ساتھیوں کو کرتے نہیں دیکھا عبد اللہ بن عمر نے جواب دیا ابن جریج وہ چار باتیں کونسی ہیں ۔ جریج نے جواب دیا وہ یہ ہیں : (۱) تم طواف میں سوائے رکن یمانی اور حجر اسود کے کسی اور کونے کو ہاتھ نہیں لگاتے ۔ (۲) تم نرمی کے جوتے پہنتے ہو اور زرد خضاب کرتے ہو ۔ (۳) تم حج کے دنوں میں مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ ذالحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور تم آٹھویں تاریخ تک نہیں باندھتے ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے جواب دیا کعبہ کے کونوں کے متعلق جو تم کہتے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کعبہ کے کسی کونے کو طواف

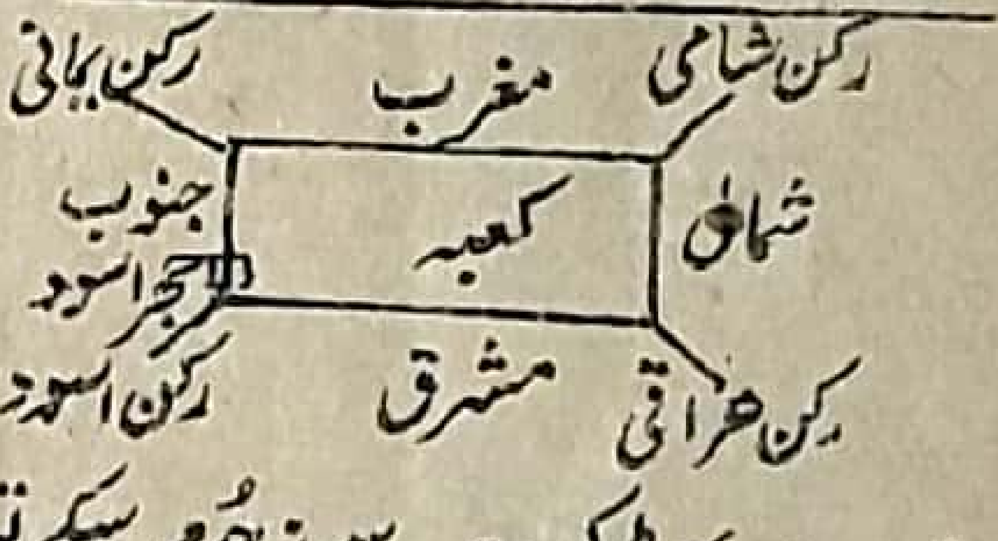
رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ النِّعَالَ
الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا شَعْرٌ وَیَتَوَضَّأُ فِیْھَا فَاَنَا اُحِبُّ
اَنْ اَلْبَسَھَا وَاَمَّا الصُّفْرَۃُ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْبُغُ بِھَا فَاَنِّیْ اُحِبُّ اَنْ
اَصْبُغَ بِھَا وَاَمَّا الْاِھْلَالُ فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُھِلُّ حَتّٰی تَنْبَعِثَ
بِہٖ رَاحِلَتُہٗ۔ (بخاری)

میں ہاتھ لگایا ہو۔ نری کی جوتیوں کے متعلق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو بھی میں نے پہنتے دیکھا ہے اور آپ انکو پہنے پہنے وضوء
فرماتے، تو میں بھی انکا پہننا پسند کرتا ہوں۔ رہا زرد خضاب تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زرد خضاب فرماتے تھے تو میں بھی زرد رنگ کو
پسند کرتا ہوں۔ احرام کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ کو اسوقت تک
احرام باندھتے نہیں دیکھا جبتک آپکی اونٹنی آپکو لیکر نہ اٹھتی (یعنی
یہ آٹھویں تاریخ ہوتا تھا اسی دن حاجی منی کو روانہ ہوتے تھے)

فوائد و مسائل

(۱) اس حدیث کو امام نے کتاب اللباس میں بھی ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد نے حج میں ترمذی نے شمائل
میں۔ نسائی نے طہارۃ میں۔ ابن ماجہ نے لباس میں اور نسائی و مسلم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا
ہے۔ (۲) امام بخاری نے عنوان قائم کیا تھا کہ وضوء میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ اور چپلوں پر مسح کرنے سے وضوء نہ ہوگا
حدیث زیر بحث میں عنوان سے متعلق صرف "یتوضأ فیھا" ہے کہ حضور علیہ السلام نے چپل پہنے پہنے وضوء فرمایا یعنی پاؤں کو
دھویا چپلوں پر مسح نہیں کیا۔ کیونکہ اگر آپ نے چپلوں پر مسح کیا ہوتا تو حضرت عبد اللہ بن عمر یتوضأ کی جگہ یمسح کا لفظ بولتے جس
سے یہ واضح ہوتا کہ اگر کوئی شخص چپل پہنے ہو تو وضوء میں اسکو پاؤں کا دھونا ضروری ہے مسح کرنے سے وضوء درست نہ ہوگا۔
(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر کعبہ کا طواف کرتے وقت صرف رکن یمانی و سنگ اسود کو بوسہ دیتے تھے (الا الیمانین کا یہی
مطلب ہے) ان سے پوچھا گیا کہ آپ باقی دو رکنوں کو کیوں نہیں بوسہ دیتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضور کو بھی صرف ۳۲۴
رکن یمانی، و حجر اسود کو ہی بوسہ دیتے دیکھا ہے اس لئے میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں اس مسئلہ کو سمجھنے کیلئے نقشہ ذیل کو دیکھئے۔

طواف کعبہ میں حجر اسود کو چومنا



واضح ہو کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبہ کے وقت حجر اسود کو بوسہ
دیا ہے، آپ نے فرمایا قیامت کے دن یہ پتھر اٹھایا جائیگا اس کو دیکھنے اور بولنے
کی طاقت دی جائیگی اور جس نے حق کے ساتھ اس کا بوسہ دیا اور اس کو چوما اس
کے لئے گواہی دیگا ——— حجر اسود پر دونو ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ
رکھ کر بوسہ دینا چاہیئے کہ آواز پیدا نہ ہو۔ حجر اسود کے چومنے میں کسی کو ایذا
نہ دے۔ بھیڑ کی وجہ سے نہ چوم سکے تو ہاتھ کو چھو کر اسے چوم لیا جائے یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی سے چھو کر اسے چوم لو۔ یہ
بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں کو اس کی طرف اٹھا کر اور ان کا اندرونی رخ حجر اسود کی طرف کر کے ہاتھوں کو چوم لیا جائے۔ اسی
طرح رکن یمانی کو دونو ہاتھ یا داہنے ہاتھ سے تبرکاً چھوا جائے اور اگر چاہے تو اس کو بھی بوسہ دے لیکن یہاں لکڑی سے چھونا یا
اشارہ کر کے ہاتھ چومنا نہیں ہے اور رکن شامی یا رکن عراقی کو چھونے یا بوسہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔
(۳) زرد خضاب کرنا سنت ہے۔ حضور نے کیا ہے اور کالے خضاب میں علماء کا اختلاف ہے علماء رامپور اس کے
مجوز ہیں لیکن علماء بریلی اس کو حرام و ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ العزیز نے کالے خضاب کے ناجائز
ہونے پر ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام حک العیب ہے۔
(۴) یوم الترویہ یعنی ذالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو جو احرام میں نہیں ہوتا غسل کر کے احرام باندھتا ہے۔ طواف کعبہ اور

دو رکعت سنت احرام پڑھ کر حج کی نیت کی جاتی ہے اور لبیک کہتے ہیں اور بعد طلوع آفتاب منیٰ کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ حدیث ہذا میں اسی کا بیان ہے۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ ۔

(۱) قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا ۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ ۔

باب وضوء و غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنا۔

ام عطیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب) کو غسل دینے لگے تو آپ نے غسل دینے والی عورتوں سے فرمایا داہنی طرف سے اور وضوء کے مقاموں سے ان کا غسل شروع کریں۔

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند تھا، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے اور طہارۃ کرنے میں بھی۔

فوائد و مسائل حدیث ۱ کو امام نے کتاب الجنائز میں بھی ذکر کیا ہے اور مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے یہ حدیث مسائل ذیل پر مشتمل ہے۔ میت کو نہلاتے وقت وضو کرانا مستحب ہے مگر کلی اور ناک میں پانی نہیں ڈالا جائیگا۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ وضو سنت غسل سے ہے، تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وضوء و غسل داہنی طرف سے شروع کیا جائے بمیامنہا یہ ترجمہ باب ہے کیونکہ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنے کا حکم ہوا ہے تو وضو میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

حدیث ۲ کو امام نے کتاب الصلوٰۃ اور الطعمہ اور کتاب اللباس میں بھی ذکر کیا ہے اور نسائی و ابن ماجہ و مسلم نے طہارۃ میں۔ ابوداؤد نے لباس میں ترمذی نے آخر صلوٰۃ میں اور شمائل میں ذکر کیا ہے۔ ۳۲۵

التیمن کے معنی ہر کام میں داہنی طرف سے شروع کرنے کے ہیں۔ حضور علیہ السلام جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضوء فرمانے حتی کہ تمام کاموں میں داہنی طرف سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ "فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ" یہ عام مخصوص ہے۔ کیونکہ بعض افعال میں بائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے جیسے پاخانہ میں جاتے وقت پہلے بایاں قدم رکھا جائے۔ امام شیخ محی الدین نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ اصول معلوم ہوا کہ وہ ہر کام جو عزت و بزرگی رکھتا ہے اسے سیدھی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے جیسے مسجد میں داخل ہونا، مصافحہ کرنا، کپڑے پہننا، وضوء و غسل کرنا وغیرہ اور جس کام میں یہ بات نہیں جیسے مسجد سے باہر آنا، استنجاء کرنا وغیرہ اس میں سیدھی طرف سے شروع کرنا نہیں ہے۔

بَابُ الْتِمَاسِ الْوُضُوْءِ إِذَا حَانَتِ الصَّلٰوةُ

قَالَتْ عَائِشَةُ حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَ التَّيَمُّمُ ۔

باب جب صبح کی نماز کا وقت آئے تو پانی تلاش کرنا۔

حضرت عائشہ نے فرمایا: نماز صبح کا وقت ہوا تو پانی ڈھونڈا نہ ملا آخر تیمم کی آیت اُتری۔

عنوان اول میں التیمن لاجل الوضوء کا ذکر تھا اور اس میں وضوء کے لئے پانی تلاش کرنے کا بیان ہے۔ فالتمس سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عصر کا وقت ہو چکا تھا

فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْا فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ قَالَ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ حَتّٰى تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ

لوگ پانی تلاش کر رہے تھے لیکن نہ ملا تو حضور علیہ السّلام کے پاس تھوڑا سا پانی لایا گیا، آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا اس سے وضو کرو (حضرت انس کہتے ہیں) میں نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے یہاں تک کہ سب نے وضو کیا۔

فوائد و مسائل اس حدیث کو امام نے علامات النبوۃ میں بھی ذکر کیا ہے مسلم نے فضائل میں نسائی نے طہارۃ میں اور ترمذی نے مناقب میں ذکر فرمایا ہے (۲) حضور کی مقدس انگلیوں سے پانی جاری ہونیکا معجزہ متعدد بار وقوع میں آیا۔ اس مقدس پانی سے سیراب ہونیوالوں کی تعداد کسی واقعہ میں چودہ سو۔ کسی میں ڈیڑھ ہزار۔ کسی میں پندرہ سو آئی ہے۔ حضور کا یہ معجزہ جناب موسیٰ کلیم علیہ السّلام کے معجزہ سے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ پتھر سے تو پانی نکلا ہی کرتا ہے مگر گوشت پوست کی انگلیوں سے پانی کے فواروں کا جاری ہو جانا بہت عجیب و غریب ہے۔ اس معجزہ پر تفصیلی بحث کے لئے ہماری کتاب جامع الصفات کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ (۳) علماء نے فرمایا سب پانیوں سے افضل ماء زمزم ہے۔ شب معراج اسی پانی سے حضور کے قلب اقدس کو غسل دیا گیا۔ بعض نے آب کوثر کو افضل قرار دیا۔ لیکن حق یہ ہے کہ سب پانیوں سے افضل و برتر وہ پانی ہے جو حضور سید عالم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی مبارک انگلیوں سے بہا، کیونکہ یہ پانی حضور کا جز ہے، حضور نے بھی اس کو طہور مبارک فرمایا۔ (بخاری)

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے — چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں ٣٢٦

حدیث ہذا مسائل ذیل پر مشتمل ہے۔ (۱) وضو کے لئے پانی کی تلاش اس وقت واجب ہے جبکہ نماز کا وقت آجائے۔ (۲) نماز اپنے وقت پر واجب ہوتی ہے۔ (۳) نماز کا وقت آنے سے بیشتر وضو کے لئے پانی تلاش کر لینا مستحب ہے۔ (۴) اس حدیث سے ان ملاحدہ کا رد ہو گیا جو معجزات کے منکر ہیں۔ حضور کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا حضور کا معجزہ ہے۔ جس کو ثقہ افراد کی جماعت کثیر نے نقل کیا۔

(۲) حضور کی انگلیوں سے بہا ہوا پانی متبرک و معظم تھا، مگر اس سے صحابہ نے وضو کیا جس سے زمزم کے پانی سے وضو و غسل کا جواز ثابت ہوا۔ نیز زمزم کے پانی سے وضو و غسل کے جائز ہونے کے متعلق صریح حدیث بھی مل جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ فَدَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْهُ وَتَوَضَّاَ (مسند احمد بن حنبل) نیل الاوطار ج ا ص ۱۸۔
حضور علیہ السلام نے ایک ڈول زمزم کے پانی کا منگایا۔ آپ نے اس سے نوش فرمایا اور وضو بھی کیا۔

بَابُ الْمَاءِ الَّذِيْ يُغْسَلُ بِهٖ شَعْرُ الْاِنْسَانِ وَكَانَ عَطَاءٌ لَا يَرٰى بِهٖ بَاْسًا اَنْ يُّتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوْطُ وَالْحِبَالُ۔ (بخاری)

باب جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جائیں اور حضرت عطاء کا قول ہے کہ آدمی کے بال کی ڈوریاں یا رسیاں بنانے میں حرج نہیں۔

فوائد و مسائل بعض شارحین نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس عنوان کو قائم کر کے ان لوگوں اس خیال کی تردید کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آدمی کے بال جب اس کے جسم سے جدا ہو جائیں تو وہ نجس ہیں اور پانی میں گر جائیں تو پانی ناپاک ہو جائیگا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت عطاء کے قول سے استدلال کرتے ہوئے

یہ بتایا ہے کہ اگر آدمی کے بال نجس ہوتے تو اس سے رسّی و ڈوری بنانا جائز نہ ہوتا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وُہ آدمی کے بالوں کو جبکہ وہ جسم سے جُدا ہو جائیں نجس قرار دیتے ہیں لیکن علامہ عینی نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے اپنے اس قول سے رجوع فرمالیا تھا (عینی جلد ا صفحہ ۷۷)۔ بہرحال احادیث سے صاف صریح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کے بال پاک ہیں۔ البتہ حضرت عطاء کا یہ کہنا کہ آدمی کے بال کی رسّی وغیرہ بنانا جائز ہے یہ درست نہیں کیونکہ آدمی مکرم و محترم ہستی ہے اللہ عزوجل نے لقد کرمنا بنی اٰدم فرمایا۔ لہٰذا آدمی کے کسی جزء سے بعینہٖ نفع اُٹھانا جائز نہیں ہے لہٰذا بال کا پاک ہونا حق ہے مگر بنی آدم کے اجزاء کو کام میں لانا، اس کے بالوں کا تیل نکالنا یا ہڈی وغیرہ کی کوئی چیز بنانا بوجہ کرامت و بزرگیِ انسان کے ناجائز ہے۔ احناف کا یہی مسلک ہے خود امام بخاری نے حضرت عطاء کے مذکورہ بالا قول سے صرف آدمی کے بالوں کے پاک ہونے کا استدلال کیا ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ امام بخاری کے نزدیک بنی آدم کے اجزاء کا استعمال جائز ہے۔ فافہم۔

وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ۔ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِذَا وَلَغَ فِي إِنَاءٍ لَيْسَ لَهُ وَضُوْءٌ غَيْرُهُ يَتَوَضَّأُ بِهِ۔ (بخاری)

اس باب میں کتّے کے جھوٹے اور اسکے مسجد میں آنے جانے کا بیان ہے، اور زُہری نے کہا ہے، کہ جب کتا برتن میں مُنہ ڈالدے اور اس کے سوا پانی نہ ہو تو اسی پانی سے وضو کرے۔

وَقَالَ سُفْيَانُ هٰذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهِ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا وَهٰذَا مَاءٌ وَّفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهٖ وَيَتَيَمَّمُ۔

اور سُفیان نے کہا قرآن سے بھی یہی نکلتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا جب تم پانی نہ پاؤ اور کتّے کا جھوٹا آخر پانی ہے لیکن اسکے متعلق تردّد ہے کہ ممکن ہے کتّے کا جھوٹا نجس ہو اسلئے وضوء اور تیمم دونو کرے ۳۲۷

خوب یاد رکھئے، کہ زہری اور سفیان کے ان مذکورہ بالا اقوال کے نقل کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام بخاری کتّے کے جھوٹے کو پاک قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے عنوان میں کوئی لفظ ایسا نہیں لکھا جس سے کتّے کے جھوٹے کی طہارت ثابت ہو۔ بلکہ اس باب کے ماتحت اُنہوں نے جو حدیثیں درج کیں ہیں ان سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ کتّے کا جھوٹا انغلظ النجاسات سے ہے۔ نیز اثر زہری کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ جب نماز پڑھنے والا پاک کپڑا نہ پائے اور صرف ناپاک کپڑا اس کے پاس ہو تو کیا اس کو ننگے نماز پڑھنا چاہیئے؟ ظاہر ہے اس مسئلہ سے ناپاک کپڑے کی طہارۃ ثابت نہیں ہوتی یہی حال قولِ زہری کا ہے اسی طرح حضرت سفیان کے اثر کی نظیر نبیذ تمر ہے کہ اس کے متعلق وضوء و تیمم کا حکم ہے بلکہ حضرت سفیان کے یہ لفظ وَفِي النَّفْسِ الخ اس امر کی دلیل ہیں، کہ ان کے نزدیک بھی کتّے کا جھوٹا پاک نہیں ہے۔

(۱) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيْدَةَ [illegible] نَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

(۱) حضرت ابن سیرین کا بیان ہے اُنہوں نے عبیدہ سے کہا میرے پاس نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کچھ بال ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اُنکے گھر والوں کی وساطت سے ملے ہیں۔ عبیدہ نے کہا اگر ان میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہو تو مجھے وہ دُنیا اور جو دُنیا میں ہے سے زیادہ محبُوب ہے۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهٗ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ

(۲) حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور نے جب اپنے سر کے بال اتروائے تو حضرت ابو طلحہ نے سب سے پہلے حضور کے بال حاصل کئے۔

فوائد و مسائل

حدیث ہذا مسائل ذیل پر مشتمل ہے:۔ (۱) امام بخاری نے ان دونوں حدیثوں سے انسان کے بالوں کے پاک ہونے کا استدلال فرمایا۔ اور جب بال پاک ہیں تو پھر وہ پانی بھی پاک ہے جس میں بال گر جائیں واضح ہو کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا پاک ہونا قطعی و حتمی بات ہے۔ بلکہ حضور کے تمام فضلاتِ مبارکہ طیب و طاہر ہیں۔ صحابہ کرام حضور کے آثار شریفہ حضور کے موئے مبارک اور حضور کے پہنے ہوئے کپڑوں کو معظم و متبرک سمجھتے تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حضور کا جبہ مبارک تھا جس کے غسالہ کو وہ بیماروں کو پلاتی تھیں اور شفا ہوتی تھی مسلم شریف حضرت خالد بن ولید اپنی ٹوپی میں حضور کے بال مبارک کو بطور تبرک رکھتے تھے خود ہی فرماتے ہیں کہ ہر معرکہ میں فتح و نصرت مجھے انہیں مقدس بالوں کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری نے ان لوگوں کی نہایت سخت انداز میں تردید کی جو حضور کے موئے مبارک اور فضلات طیبہ کے عدم طہارۃ کا قول کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنے والے اور آپ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرنے والے جاہل و غبی ہیں۔ علامہ عینی علیہ الرحمہ نے حضور کے فضلات مبارکہ کے طیب و طاہر ہونے کے ثبوت میں احادیث ذیل ذکر کی ہیں۔ بزار طبرانی، حاکم و بیہقی و ابو نعیم نے روایت کیا کہ حضرت ابن زبیر نے حضور کے پچھنے لگنے سے جو خون نکلا تھا، پیا تھا۔ حضرت ام ایمن نے حضور کا بول مبارک پیا تھا (دار قطنی، طبرانی و حاکم) حضرت سلمیٰ ام رافع نے حضور کے غسل کا پانی پیا حضور نے فرمایا اللہ نے تیرے بدن پر آتش دوزخ حرام کر دی۔ (عینی جلد ۱ صفحہ ۷۷)

صحابہ کرام کا حضور کے آثار شریفہ سے برکت حاصل کرنا

بخاری شریف میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام وضوء فرماتے، تو حضور کے آب وضوء پر صحابہ کرام بے تابانہ دوڑتے قریب ہے کہ آپس میں کٹ مریں۔ حضور جب لعاب دہن ڈالتے یا کھنکھارتے صحابہ اسے ہاتھوں میں لیتے اپنے بدنوں اور چہروں پہ ملتے۔ (۲) حضور نے ایک پیالہ پانی میں اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک کو دھویا، اس میں کلی کی، پھر حضرت ابو موسیٰ و بلال کو فرمایا اس کو پی لو اور اپنے چہرہ پر ڈال لو (۳) سائب ابن یزید کہتے ہیں میں بیمار تھا میری خالہ مجھے حضور نبوی لیکر آئیں میرے مرض کا ذکر کیا حضور نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا برکت کی دعا دی۔ پھر آپ نے وضوء کیا میں نے آپ کے وضوء کا پانی پیا۔ مجھے اسی وقت شفا ہو گئی اور میں نے حضور کی اقتداء میں نماز بھی پڑھ لی۔ نیل الاوطار میں علامہ شوکانی نے اس مضمون کی حدیثیں ذکر کر کے یہ لکھا ہے کہ

قد استدل الجمهور بصبه صلى الله عليه وسلم لوضوئه على جابر وتقريره للصحابة على التبرك بوضوئه - (نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۹)

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے موئے مبارک تھے جنہیں وہ عطر میں ڈالے رکھتی تھیں (مسند احمد ابن حنبل) حضرت ام سلیم نے حضور کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد خوشبو میں اس کو ملا دیا جائے (بخاری)، صحابہ کرام حضور کے ناخن کے ٹکڑے بطور تبرک محفوظ رکھتے تھے (مسند احمد بن حنبل)۔ حضرت ام سلمہ نے چاندی کی جلجل میں حضور کے موئے مبارک رکھ چھوڑے تھے۔ جب کوئی بیمار ہوتا تو اس کا غسالہ مریض کو دیا جاتا اور وہ شفا پاتا۔ (بخاری)۔ یہ تمام حدیثیں نیل الاوطار میں شوکانی نے بھی ذکر کی ہیں۔ جن سے آفتاب نیمروز

کی طرح واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار شریفہ نشانِ قدم موئے مبارک اور تمام ان اشیاء کو جن کو آپ سے نسبت ہو گئی ہے ادب و احترام کرنا واجب ہے اور ان کو حفاظت سے رکھنا ان سے برکت حاصل کرنا، انہیں متبرک سمجھنا ان سے شفاء چاہنا جائز ہے اور سنت صحابہ کرام ہے۔ شفاء میں علامہ قاضی عیاض نے لکھا، کہ حضرت عبد اللہ بن عمر مسجد نبوی میں حضور کے منبر مبارک کے اس مقام پر جہاں حضور جلوہ فرما ہوتے تھے ہاتھ لگاتے اور پھر اس کو بوسہ دیتے تھے۔ علامہ خفاجی علیہ الرحمہ نے نسیم الریاض میں اس کے تحت لکھا ہے کہ:

هٰذا يدل على جواز التبرك بالانبياء و الصالحين و آثارهم و ما يتعلق بهم۔

کہ صحابہ کرام و حضرت عبد اللہ بن عمر کے اس فعل سے انبیاء کرام و اولیاء عظام کے آثار شریفہ سے اور ان اشیاء سے جن کو ان سے نسبت ہو گئی ہے برکت حاصل کرنے کا جواز نکلتا ہے۔

اور بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ اسی حدیث زیر بحث کی تشریح کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی وحید الزمان نے لکھا ہے کہ اس باب کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے موئے مبارک ہمیشہ صحابہ کرام لیتے رہے ہیں حضور نے دو بار سر کے بال اتروائے اور سارے سر کے بال تقسیم فرمائے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء کرام کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ تو بال بھی آپ کے زمین نہیں کھا سکتی لہٰذا اس زمانہ میں جن بالوں کے متعلق ہمیں بطور تواتر یا شہرت یہ معلوم ہو کہ وہ حضور کے ہیں اس کی تکذیب نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ ہم کو ایسے بالوں کی عزت و حرمت لازم ہے، اگرچہ اس میں شبہ بھی ہو پھر بھی ان کی تکریم و تعظیم ضروری ہے، کیونکہ اگر وہ بال واقع میں آپ کا ہے تو اس کی بے ادبی کرنے سے ہم گنہگار ہوں گے اگر فی الواقع وہ بال حضور کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور وہ حضور کا نہیں ہے تو اس کی تعظیم کرنے سے ۳۲۹
ہم گنہگار نہ ہو سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کو جانتا ہے کہ ہم نے اس کا ادب اس وجہ سے کیا ہے کہ اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے یہ حضور کے موئے مبارک ہیں۔ اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو اتباع سنت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر خواہ مخواہ اس قسم کے آثار شریفہ (یعنی نشانِ قدم و موئے مبارک وغیرہ) کی تکذیب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ غلو اور تعصب سے بچائے۔ باوجود علم کے بعض لوگوں نے ایسے کلمات منہ سے نکالے ہیں (جیسے وہابی، دیوبندی نکالتے ہیں) کہ ان کی نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے وہ غافل ہیں اور نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فضلات یہاں تک کہ آپ کا بول و براز بھی اور آپ کے جسم مبارک کی ہر چیز طیب و طاہر مقدس و محترم ہے اور اس پر تمام علماء حدیث کا اتفاق ہے۔ (تسہیل القاری جلد اول ص ۴۸۲)۔
اور حق بھی یہی ہے کہ حضور کے بال مبارک کیا آپ کی جوتی کی خاک بھی مومن کے لئے تو دنیا و ما فیہا سے افضل و برتر ہے اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطاء فرمائے۔ ؎

ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا شرب الكلب في اناء احدكم فليغسله سبعا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کتا برتن سے پی لے، تو اس برتن کو سات مرتبہ دھو ڈالو۔

فوائد و مسائل اس حدیث کو امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد نے کتاب الطہارۃ میں ذکر کیا ہے بعض شارحین مثلاً ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے امام بخاری کا مقصود یہ بتانا ہے کہ کتے کا جھوٹا پاک ہے تقریبہ

مسئلہ یہ ہے کہ کتا جس برتن سے پانی پی لے اس کو سات بار دھونے کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ سُور کتے سے زیادہ نجس ہے اسی طرح آدمی کا پاخانہ و پیشاب بھی نجس ہے اور ہر قسم کی نجاست کو زائل کرنے کے لئے ایک بار حد درجہ تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سات بار دھونے کا حکم اس وجہ سے نہیں ہے کہ کتے کا جھوٹھا ناپاک ہے بلکہ کسی اور مصلحت کی وجہ ہے یعنی بعض کتے زہریلے ہوتے ہیں تو احتمال ہے کہ برتن میں اس کے زہر کا اثر رہ جائے اس لئے مبالغۃً سات بار دھونے کا حکم دیا گیا لیکن ابن بطال کا ایسا کہنا متعدد وجوہ سے باطل ہے۔

اوّل اس لئے کہ کسی چیز کی طہارۃ کا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی وجہ یا حدث ہوتا ہے یا نجاست۔ اور یہاں حدث ہو نہیں سکتا اس لئے نجاست متعین ہے یعنی دھونے کا حکم اس وجہ سے دیا گیا کہ کتے کا جھوٹھا ناپاک ہے۔

دوم اس لئے کہ سات بار دھونے کے حکم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ نجس نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تین بار رفع نجاست کیلئے ہو اور چار بار دفع زہر کے لئے ہو۔ سوم۔ مسلم کی حدیث کے لفظ یہ ہیں:-

طہور اناء احدکم اذا ولغ الکلب ان یغسلہ سبع مرات۔ (مسلم و احمد بن حنبل)۔	اس برتن کے پاک کرنے کا طریقہ جس میں کتا منہ ڈال دے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھویا جائے۔

اس حدیث میں طہور کا لفظ اس امر کی وضاحت کر رہا ہے کہ دھونے کی علت زہر نہیں ہے بلکہ نجاست ہے چنانچہ اس کی تائید مزید "اثر ابن عباس سے بھی ہوتی ہے" جس کو محمد بن نصر المروزی نے باسناد صحیح روایت کیا ہے، کہ کتے کے منہ ڈالے برتن کو دھونے کی علت نجاست ہے اور کتا نجس ہے اور صحابہ سے اس کے خلاف ہمیں کچھ نہیں ملتا۔ جس سے ثابت ہوا کہ کتا نجس ہے اور اس کا جھوٹھا بھی نجس ہے۔ ۳۳

رہا ابن بطال کا یہ کہنا کہ ان چار حدیثوں سے امام بخاری کی غرض کتے کے جوٹھے کی طہارۃ ثابت کرنی ہے اس میں بھی نظر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے امام بخاری کا مقصود صرف لوگوں کے مذاہب کا بیان کرنا ہو یہی وجہ ہے کہ انہوں نے "سُور الکلاب" طاہر کے الفاظ کے ساتھ عنوان نہیں قائم کیا۔ فافہم۔

سات بار دھونے کی بحث

واضح رہے کہ اس باب میں متعدد حدیثیں آئی ہیں:- (۱) حدیث ابوہریرہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو۔

فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات۔ (مسلم و نسائی)	اس پانی کو پھینک دو اور برتن کو سات بار دھو ڈالو۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن مغفل میں سات بار دھونے کے بعد وعفروہ الثامنۃ بالتراب کے لفظ بھی آئے ہیں۔ یعنی آٹھویں بار مٹی سے مانجھا جائے۔

اس مضمون کی احادیث سے حضرت ابن عباس و عروہ بن الزبیر و محمد بن سیرین و طاوس و عمر بن دینار و اوزاعی و امام مالک و شافعی و احمد بن حنبل و ابو ثور و ابو عبید داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات بار دھونا واجب ہے۔

احناف و عترۃ کا مسلک یہ ہے کہ لعاب کلب اور دیگر نجاسات میں کچھ فرق نہیں ہے جب پاخانہ و پیشاب کے لئے سات بار دھونا واجب نہیں ہے تو کتے کے جوٹھے کے لئے وجوب کا حکم کیسے کیا جا سکتا ہے نجاسات غلیظہ کے لئے جب تین بار دھونا کافی ہے تو جو نجاستیں اس سے کم درجہ کی ہیں وہ تو بطریق اولیٰ تین بار دھونے سے

پاک ہو جانی چاہئیں نیز اس سلسلہ میں حنفیہ صرف قیاس و عقل سے کام لیکر یہ رائے قائم نہیں کر رہے ہیں بلکہ مرفوع حدیثیں بھی ان کے مسلک کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ جناب ابوہریرہ جن سے سات بار دھونا مروی ہے انہیں سے تین بار دھونا بھی (مرفوعاً و موقوفاً) مروی ہے اور جمع بین الحدیثین کا یہی طریقہ نظر آتا ہے کہ سات بار دھونے کے حکم کو مبالغۃً قرار دیا جائے۔ اور تین بار دھونے سے طہارت کا حصول مانا جائے۔ چنانچہ دارقطنی نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا کہ جناب ابوہریرہ نے فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو:-

فاہرقہ ثم اغسلہ ثلاث مرات۔

تو اس کو پھینک دو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو۔

اور ابن عدی نے کامل میں جو روایت نقل کی اس کے لفظ یہ ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا:-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیُھْرِقْہُ وَلْیَغْسِلْہُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (عینی جلد ا صفحہ ۸۲)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اس چیز کو پھینک دو۔ اور برتن کو تین بار دھو ڈالو۔

اس مرفوع حدیث سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ سات بار دھونا مستحب ہے کیونکہ اگر سات بار دھونا واجب ہوتا۔ تو پھر تین بار دھونے کو کافی نہ قرار دیا جاتا۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ جناب ابوہریرہ کے متعلق یہ ثابت ہے کہ آپ نے تین بار دھونے کا فتویٰ دیا۔ ظاہر ہے کہ سات بار دھونے والی حدیث کے راوی بھی حضرت ابوہریرہ ہیں جب تین بار دھونے کا حکم دے رہے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سات بار دھونے کا حکم منسوخ ہے جبھی تو جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار دھونے کا فتوےٰ دیا۔ ۳۳۱

بہرحال یہ مسئلہ حنفیہ و ائمہ ثلاثہ میں مختلف فیہ ہے۔ حنفیہ تین بار دھونے کو کافی قرار دیتے ہیں اور سات بار دھونے کو مستحب اور مالک و شافعی و احمد بن حنبل سات بار دھونے کو واجب کہتے ہیں۔ ہر فریق کی رائے سے متعلق تفصیلی بحث کیلئے طحاوی نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۳۵ و عینی جلد اول صفحہ ۸۲ دیکھنی چاہیئے یہاں ہم نے بقدر ضرورت کلام کیا ہے۔

مسائل حدیث

جمہور علماء نے حدیث زیر بحث سے کتے کے نجس ہونیکا استدلال کیا ہے، کیونکہ جب اس کا لعاب ہی نجس ہے جو منہ میں پیدا ہوتا ہے تو اس کا باقی بدن بطریق اولیٰ نجس قرار پائیگا۔ اسی طرح دھونے کی علت بھی نجاست ہی ہے یہی وجہ ہے کہ جس چیز میں کتا منہ ڈال دے اُسکے پھینکنے کا حکم دیا گیا۔ البتہ امام مالک کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ ان کے نزدیک کتا پاک ہے اور ان کے اس قول کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کتے کے ذریعہ جو شکار کیا جاتا ہے تو جانور پر کتے کا لعاب دہن ضرور لگتا ہے اور ایسے شکار کے متعلق نہ دھونے کا حکم نہیں دیا۔ لیکن یہ بات بہت بودی ہے۔ کیونکہ کتے کے پکڑے ہوئے شکار کی اباحت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو شکار نجس ہو جائے اس کو پاک کر کے استعمال کرنا ضروری نہیں ہے دھونے کا حکم خصوصی طور پر نہ دینے کی وجہ یہی ہے۔ کہ ہر نجس چیز کو پاک کر کے استعمال کرنے کا حکم پہلے ہی سے شریعت میں معروف و مشہور ہے۔ فافہم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا رَاٰی کَلْبًا یَاْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّہٗ فَجَعَلَ یَغْرِفُ

حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ تو اس شخص نے اپنا موزہ اُتارا، اور

لَہٗ بِہٖ حَتّٰی اَرْوَاہُ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ فَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ۔ (بخاری)

پانی بھر بھر کر اس کو پلایا یہانتک کہ وہ سیر ہو گیا اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ فعل پسند آیا اور اس کو جنت میں داخل فرمایا۔

فوائد و مسائل

امام بخاری نے اس حدیث کو شرب مظالم ادب ذکر بنی اسرائیل میں بھی ذکر کیا ہے مسلم نے حیوان میں۔ اور ابو داؤد نے کتاب الجہاد میں ذکر فرمایا۔ (۲) ثری اس مٹی کو کہتے ہیں جس میں تری ہو۔ شکر منعم کی تعظیم و ثناء کو کہتے ہیں۔ فاثنی اللہ کے معنی مجرد جزا کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس شخص کا یہ فعل پسند آگیا اور اس کی جزا میں اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ اس حدیث میں مخلوق خدا پر رحم و رافت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل فاعل مختار ہے وہ چاہے تو خلوص کے ساتھ ایک معمولی سی نیکی کرنے والے کو نوازے اس کے دربار میں عمل کے وزن و مقدار کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ خلوص کو دیکھا جاتا اسی لئے خلوص نیت کے ساتھ کیا ہوا ایک معمولی سا عمل خیر کثیر کا باعث ہو جاتا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نکتہ کو یوں بیان فرمایا:۔ کہ تمہارا مسلمان بھائی کو دیکھکر مسکرا دینا بھی عبادت ہے۔ اور قرآن نے اعلان کیا:۔

وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

اللہ تعالیٰ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ واسع بھی اور علیم بھی۔

جس کا حاصل یہی ہے کہ جس قدر خلوص اور جتنے گہرے جذبے کے ساتھ نیک کام کیا جائیگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اجر زیادہ ہو گا۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ کام فی نفسہ مقدار میں بڑا ہے یا چھوٹا۔

۳۳۲ (۲) اس حدیث سے کتے کے لعاب کی طہارت کا قول کیا گیا ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اس شخص نے موزہ سے کتے کو پانی پلایا اور ضرور اس کا لعاب موزہ کو لگا ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ موزہ پر لعاب لگنے سے کتے کے پاک ہونے کا استدلال کرنا بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ ثانیاً۔ حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ اس شخص نے موزہ سے کتے کو پانی پلایا ہو سکتا ہے کہ موزے کے ذریعہ پانی لے کر کسی دوسری جگہ ڈال دیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے بعد میں موزہ کو دھو لیا ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی قابل غور بات ہے کہ وہ شخص جس کا حال اس حدیث میں بیان ہوا ہے کس وقت کا واقعہ ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ حضور کے زمانہ بعثت کا واقعہ نہیں ہے۔ چنانچہ خود جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہ کان فی شریعۃ غیرنا (عینی جلد ۱ ص ۴۸۷)۔ لہٰذا کتے کی طہارت پر اس سے دلیل لینا درست نہیں ہے۔ (۳) اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ انسان پر اپنے مملوکہ و مقبوضہ جانوروں کا نفقہ واجب ہے۔

قَالَ کَانَتِ الْکِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ۔

حمزہ بن عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے سُنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں کتے آتے جاتے تھے پھر وہاں کسی جگہ پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

فوائد: اس تعلیق کو ابو داؤد نے بھی ذکر کیا ہے جس میں یہ ہے کہ ابن عمر نے فرمایا میں مسجد نبوی میں رات گزارتا تھا تو (دروازہ نہ ہونے کی وجہ سے) کتے مسجد میں آتے جاتے تھے اور پیشاب کرتے اس تعلیق سے بھی کتے اور اس کے لعاب کی طہارت کا قول کیا جاتا ہے۔ مگر یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ محض کتے کے آنے جانے سے اس کی طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ رہی یہ بات کہ کتے پیشاب بھی کر دیتے تھے۔ اور صحابہ کرام رض انہیں دھوتے تھے۔ تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اول تو مقام نجاست متعین

REGD. L. NO. [illegible]73

THE "RIZWAN" LAHORE

کتاب خصائص مصطفیٰ

حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان کی حسین و جمیل اور متبرک تالیف

جس میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین [illegible] احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ [illegible]
[illegible] کے خصائص [illegible] حسین و جمیل [illegible]
[illegible] روایات و احادیث [illegible] ایک [illegible]
اوصاف حمیدہ و معجزات جمیلہ [illegible] کتاب [illegible] اور عاشقوں کے
لیے اکسیر عجب ہے۔

کتابت و طباعت عمدہ ٹائیٹل رنگین۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چھ آنہ

جامع الصفات

حضرت مدیر رضوان کی دوسری ایمان افروز تالیف

جس میں حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب معجزات و کرامات کو ایک [illegible]
میں پیش کیا گیا ہے اور آپ کے جامع جمیع کمالات اولین و آخرین ہونے پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے
اس کتاب میں سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ روح اللہ تک جملہ انبیاء کے معجزات و کرامات
پر تبصرہ ہے اور موازنہ و مقابلہ کر کے یہ دکھایا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام جامع الصفات ہیں اور آپ کی عظمت
بزرگی، معجزات و کرامات سب سے زیادہ تفوق و برتری کے مالک ہیں۔ یہ کتاب [illegible]
نہایت ایمان افروز مضامین پر مشتمل ہے۔

کتابت و طباعت عمدہ۔ ٹائیٹل رنگین۔ قیمت ۱۲؍ محصول ڈاک ۔

ملنے کا پتہ مکتبہ رضوان لاہور

ناشر مکتبۂ رضوان ★ لاہور